

اللہ

تقویٰ کے ثمرات

اور

سعادۃٔ مہذبہ زندگی کے اسباب

www.KitaboSunnat.com

ایشیخ محمد بن صالح العثیمین روضہ
عبدالرحمن بن ناصر السعدی روضہ



مکتبہ رشیدیہ سلفیہ

مترجم
عبداللہ رفیق



معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مَجْلِسُ التَّحْقِيقِ الْإِسْلَامِيِّ کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

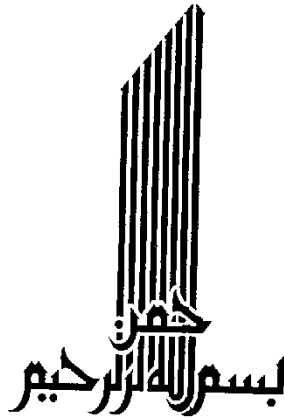
ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com

🌐 www.KitaboSunnat.com



www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تقویٰ کے ثمرات اور

سعادتِ مَنَدِ زندگی کے اسباب

www.KitaboSunnat.com

تالیف

ایشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمۃ اللہ علیہ عبد الرحمن بن ناصر السعدی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

عبداللہ رفیق

دارالعلوم محمدیہ لاہور



مکتبہ رشیدیہ سلفیہ محلہ صدیق آباد، نئی سمندری، فیصل آباد

جملہ حقوق بحق مترجم محفوظ ہیں

نام کتاب
تقویٰ کے ثمرات اور سعادتِ مَنذِ زندگی کے اسباب

تالیف

ایشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمۃ اللہ علیہ عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

عبداللہ رفیق

دارالعلوم محمدیہ لاہور

ناشر مکتبہ رشیدیہ سلفیہ

قیمت

ملنے کے پتے

☆ دارالعلوم محمدیہ لوکوور کراچی مغلپورہ لاہور

فون: ۰۷۸۵۲۰۷۰-۲۸۱۳۳۳۳

☆ فاران اکیڈمی، اردو بازار، لاہور

نیز مرکز الدعوة والاارشاد کے تمام مقامی دفاتر سے بھی دستیاب ہے۔

﴿ فہرست ﴾

۱۱	عرضِ مترجم	□
۱۳	تعارفی کلمات	□
۱۵	اہمیتِ تقویٰ	□
۱۶	تقویٰ کے متعلق سلف صالحین کی وصیت	□
۱۷	تقویٰ کا مفہوم	□
۱۸	تقویٰ کے متعلق سلف صالحین کے اقوال	□
	دنیا میں تقویٰ کے ثمرات	
۱۹	۱۔ معاملاتِ دنیا کی آسانی	
۱۹	۲۔ شیطان سے حفاظت	
۲۰	۳۔ برکات کا حصول	
۲۰	۴۔ حق و باطل کی پہچان	
۲۱	۵۔ تکالیف کا خاتمہ اور رزق کی فراخی	

- ۶۔ اللہ تعالیٰ کی دوستی ۲۱
- ۷۔ کافروں سے حفاظت ۲۲
- ۸۔ میدانِ جہاد میں آسمانی مدد کا نزول ۲۲
- ۹۔ ظلم کرنے سے بچاؤ کا سبب ۲۳
- ۱۰۔ احترام کرنے کا جذبہ ۲۴
- ۱۱۔ اعمال کی اصلاح اور گناہوں کی معافی ۲۴
- ۱۲۔ احترامِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ۲۵
- ۱۳۔ حصولِ محبتِ الہی ۲۵
- ۱۴۔ علم کے دروازوں کا کھلنا ۲۷
- ۱۵۔ گمراہی سے بچاؤ ۲۷
- ۱۶۔ رحمتِ الہی کا حصول ۲۷
- ۱۷۔ اللہ تعالیٰ کا خصوصی ساتھ ۲۸
- ۱۸۔ اچھا انجام ۲۹
- ۱۹۔ خوشخبری ملنا ۳۰
- ۲۰۔ خواتین کی حفاظت ۳۱
- ۲۱۔ وصیت میں ظلم نہ کرنا ۳۱
- ۲۲۔ مطلقہ عورت سے اچھا برتاؤ ۳۲
- ۲۳۔ اجر و ثواب کا ضائع نہ ہونا ۳۲

۲۴۔ حصولِ ہدایت ۳۳

آخرت میں تقویٰ کے ثمرات

۱۔ عزت کا ملنا ۳۳

۲۔ کامیاب ہونا ۳۳

۳۔ عذابِ الہی سے نجات ۳۴

۴۔ جنت کا وارث بننا ۳۴

۵۔ قبولیتِ اعمال کا ذریعہ ۳۵

۶۔ کئی منزلہ مکانات کا مالک بننا ۳۵

۷۔ کافروں سے اونچا ہونا ۳۶

۸۔ جنت میں داخلہ ۳۶

۹۔ غلطیوں کا مٹنا ۳۷

۱۰۔ پسندیدہ نعمتوں کا حصول ۳۸

۱۱۔ خوف اور غم کا خاتمہ ۳۸

۱۲۔ اللہ کے پاس وفد کی صورت پہنچنا ۳۹

۱۳۔ جنت کا قریب ہونا ۴۰

۱۴۔ متقی اور کافر کا برابر نہ ہونا ۴۰

۱۵۔ دوستی کا قائم رہنا ۴۱

۱۶۔ امن کی جگہ اور باغات کا حصول ۴۱

- ۱۷۔ اللہ کے پاس سچائی کی جگہ ۴۲
- ۱۸۔ مختلف نہروں کا حصول ۴۲
- ۱۹۔ درختوں کے بہترین اور لمبے سائے ۴۳
- ۲۰۔ بڑی گھبراہٹ سے نجات اور فرشتوں سے ملاقات ۴۴
- ۲۱۔ آخرت کا اچھا گھر ۴۵
- ۲۲۔ دو گنا اجر و ثواب کا ذریعہ ۴۵

تقویٰ کی اہمیت و ضرورت اور صفات متقین

- تقویٰ کی اہمیت ۴۷
- اوامر سے پہلے تقویٰ کی تلقین ۴۹
- اوامر کے بعد تقویٰ کی تلقین ۵۰
- تقویٰ کیسے حاصل ہوتا ہے؟ ۵۲
- متقی کون ہیں؟ ۵۷

سعادت مند زندگی کے اسباب

- ۱۔ ایمان اور نیک عمل ۲۶
- ۲۔ مخلوق کے ساتھ احسان ۶۴
- ۳۔ تعمیر کاموں میں مصروفیت ۶۶
- ۴۔ محنت کریں اور تاخیر نہ کریں ۶۷
- ۵۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر ۶۹

- ۶۔ تحدیدِ شہِ نعمت ۷۰
- ۷۔ اپنے سے کم ترکودیکھنا ۷۱
- ۸۔ ماضی کی تلخ یادیں فراموش کرنا ۷۳
- ۹۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا ۷۵
- ۱۰۔ بری ترین حالت کا تصور ۷۷
- ۱۱۔ دل کو مضبوط کرنا ۷۸
- ۱۲۔ اللہ پر توکل ۷۸
- ۱۳۔ محاسن پر نظر رکھنا ۸۰
- ۱۴۔ اس مختصر زندگی کو غنیمت جانئے ۸۲
- ۱۵۔ لوگوں کی باتوں پر کان نہ دھریں ۸۲
- ۱۶۔ سوچ پر پہرہ بٹھائیں ۸۴
- ۱۷۔ بدلے کی امید صرف اللہ سے ۸۴
- ۱۸۔ پابندیِ وقت ۸۵
- ۱۹۔ میلانِ طبع کے مطابق کام کرنا ۸۶
- ۲۰۔ مشورہ کرنا ۸۶

﴿ عرضِ مترجم ﴾

زیر نظر کتابچہ اصل میں عربی کے دو مختلف رسالوں کا اردو ترجمہ ہے، جو اپنے مندرجات اور کتاب و سنت کے دلائل کے اعتبار سے نہایت وقیع ہیں۔

پہلا رسالہ ”من ثمرات التقویٰ“ عالم اسلام کی مشہور و معروف علمی اور دینی شخصیت الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ کا ہے۔ اس میں انہوں نے پہلے تقویٰ کی اہمیت بیان کی، تقویٰ کے متعلق سلف صالحین کی وصیتوں کا تذکرہ کیا اور علمائے سلف کے اقوال کی روشنی میں تقویٰ کا مفہوم واضح کیا۔ اس کے بعد انہوں نے زیادہ تر قرآنی آیات کی روشنی میں تقویٰ کے معاشی، معاشرتی، اخلاقی، دینی، دنیاوی اور اخروی چھیالیس (۳۶) ثمرات ذکر کیے ہیں۔

اس رسالے کے آخر میں تقویٰ کی اہمیت، تقویٰ حاصل کرنے کے اسباب و ذرائع اور صفات متقین کی بابت راقم نے کچھ اضافہ کیا ہے، تاکہ مضمون کے متعلق قارئین کی تشنگی کسی حد تک دور کی جاسکے۔

دوسرا رسالہ ”الْوَسَائِلُ الْمُفِيدَةُ لِلْحَيَاةِ السَّعِيدَةِ“ ہے جو سعودی عرب کے عالم نبیل شیخ عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ کا ہے، جس کو ”سعادت مند زندگی کے اسباب“ کے نام سے شائع کیا جا رہا ہے۔

راقم نے دونوں مضامین میں ضرورت کے تحت ”فائدہ“ کے نام سے مخصوص بریکٹ [] میں یا صرف بریکٹ () میں کچھ وضاحتیں بھی کی ہیں تاکہ اردو خواں طبقہ کو پڑھتے ہوئے کوئی الجھن پیدا نہ ہو۔ دوسرے رسالہ میں قارئین کو طوالت و تکرار سے بچانے کے لیے کئی مقامات پر ایجاز و اختصار سے بھی کام لیا گیا ہے۔

آخر میں، میں جماعت کے معروف عالم دین مؤلف کتب کثیرہ محترم حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ کا شکر گزار ہوں جنہوں نے ”تقویٰ کے ثمرات“ کے متعلق ”تعارفی کلمات“ تحریر فرما کر اس حقیر کاوش کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ محترم بھائی حافظ خالد جاوید مر جالوی حفظہ اللہ کا شکر یہ ادا کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے ”تقویٰ کے ثمرات“ پر نظر ثانی فرمائی اور محترم مولانا حافظ عبدالوحید حفظہ اللہ مدیر ہفت روزہ ”الاعتصام“ کا بھی انتہائی ممنون ہوں جنہوں نے دونوں رسالوں کی مزید نوک پلک درست کر کے ”الاعتصام“ میں قسط وار شائع کیا اور کتاب کی اشاعت کے لیے مفید مشوروں سے نوازا۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ اس کاوش کو ان رسالوں کے مؤلفین، مترجم، مترجم کے والدین اور معاونین کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے اور لوگوں کو اس سے زیادہ سے زیادہ استفادے کی توفیق دے۔ آمین یا رب العالمین۔

عبداللہ رفیق

﴿ تعارفی کلمات ﴾

زیر نظر رسالہ سادہ الشیخ محمد بن صالح العثیمین (المتوفی ۱۰ شوال ۱۴۲۱ھ) کا تحریر کردہ ہے جو اپنے اقران و اماثل میں علم و فضل اور زہد و تقویٰ کے اعتبار سے بھی اور دینی حمیت و غیرت اور دعوت و تبلیغ میں حکیمانہ اور مصلحانہ اسلوب اختیار کرنے کے لحاظ سے بھی نہایت ممتاز تھے۔

شیخ رحمہ اللہ کے فتاویٰ اور متعدد موضوعات پر ان کے رسالے اس پر شاہد عدل ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ ماضی قریب کی دو شخصیات نے سعودی معاشرے کو ان بہت سی برائیوں سے بچایا ہوا تھا جو مال و دولت کی فراوانی سے کسی معاشرے میں پروان چڑھتی ہیں۔ ان میں ایک سعودی عرب کے مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ تھے اور دوسرے اس رسالے کے فاضل مؤلف شیخ محمد بن صالح رحمہ اللہ تھے۔

یہ دونوں شخصیتیں جیسے علم و فضل، زہد و تقویٰ اور کردار و عمل کی بلندی کے اعتبار سے نمایاں تھیں، ویسے ہی اللہ نے ان کو ملتِ مسلمہ کی اصلاح کے جذبے سے سرشار دل بھی عطا کیے تھے جو ہر وقت ملت کے مسائل کے حل کے لیے مضطرب اور اس کے دکھوں پر تڑپتے رہتے تھے۔ علاوہ ازیں اسلام کے نفاذ کا

بھی بے پناہ جذبہ ان کے اندر تھا، ان کے سب رسائل و فتاویٰ ان کے اسی جذبے کے مظہر اور ان کی اس ایمانی غیرت اور دینی حمیت کے آئینہ دار ہیں۔
 مولانا حافظ عبداللہ رفیق صاحب حفظہ اللہ صدر المدرسین دارالعلوم محمدیہ
 لکھنؤ و رکشاپ منغل پورہ لاہور نے اس رسالے کو نہ صرف سلیم اردو کے قالب میں
 ڈھال دیا ہے بلکہ موضوع سے متعلقہ مزید احادیثِ رسول اور آیاتِ قرآنہ کا
 بھی اضافہ فرما دیا ہے، جس سے کتاب کی افادیت مزید بڑھ گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ
 ان کی اس علمی کاوش کو قبول فرمائے اور اسے لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔
 وَيَرْحَمُ اللَّهُ عَبْدًا قَالَ آمِينَ

صلاح الدین یوسف

(سابق مشیر و فاتی شرعی عدالت پاکستان)

جامع اہل حدیث، مدنی روڈ

مصطفیٰ آباد (دھرم پورہ) لاہور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى أَشْرَفِ الْمُرْسَلِينَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ.

﴿ اہمیت تقویٰ ﴾

مومن بھائیو! اللہ نے اپنے تمام بندوں کو تقویٰ کی نصیحت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَإِيَّاكُمْ أَنْ اتَّقُوا اللَّهَ، وَإِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ، وَكَانَ اللَّهُ غَنِيًّا حَمِيدًا﴾ (النساء: ۱۳۱)

”یقیناً ہم نے تم سے پہلے اہل کتاب کو اور تمہیں نصیحت کی ہے کہ اللہ سے ڈر جاؤ، اور اگر تم نے کفر کیا تو (جان لو کہ) آسمانوں اور زمین کی ہر چیز اللہ کے لیے ہے اور اللہ بے پروا تعریف والا ہے۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی امت کو یہی وصیت فرمائی۔ چنانچہ ابو امامہ صدی بن عجلان باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خطبہ حجة الوداع کے موقع پر سنا، آپ نے فرمایا:

((اَتَّقُوا رَبَّكُمْ، صَلُّوا حَمْسَكُمْ، وَصُومُوا شَهْرَكُمْ، وَأَدُّوا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ، وَأَطِيعُوا أَمْرَاءَكُمْ، تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ))
(جامع الترمذی، کتاب الصلوٰۃ، باب ما ذکر فی فضل الصلوٰۃ)

”اپنے رب سے ڈرو، پانچ نمازیں پڑھو، اپنے مہینے (رمضان) کے روزے رکھو، اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرو، اپنے امیروں کی اطاعت کرو (اس کے نتیجے میں) اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔“
جب آپ کسی کو شکر کا امیر بنا کر بھیجتے تو اسے تقویٰ کی نصیحت کرتے اور اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید کرتے۔

تقویٰ کے متعلق سلف صالحین کی وصیت

سلف صالحین بھی ہمیشہ اپنے خطبات، خطوط اور وفات کے وقت اپنے وصیت ناموں میں تقویٰ کی تاکید و وصیت کرتے رہے ہیں۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو لکھا:

”اما بعد: میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں، جو اللہ سے ڈر گیا، وہ اسے جہنم سے بچالے گا، جو اللہ کو قرض دے وہ اسے جزا دے گا اور جس نے اس کا شکر ادا کیا وہ اسے زیادہ دے گا۔“

علی رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو وصیت کی تو فرمایا:

”میں تمہیں اس اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں جس سے تمہاری ملاقات ضرور ہوگی۔ تمہیں اس کے پاس ضروری پہنچنا ہے اور وہ

دنیا اور آخرت کا مالک ہے۔“

ایک نیک آدمی نے اپنے دینی بھائی کی طرف لکھا:

”حمد و صلوٰۃ کے بعد! میں آپ کو اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جس سے خلوت میں تم سرگوشیاں کرتے ہو، جلوت میں وہ تمہارا نگہبان ہے، دن رات کی ہر گھڑی اور ہر حالت میں اس کا خیال رکھو۔ اللہ سے اتنا ڈرو جتنا وہ تمہارے قریب ہے اور جتنی اسے تم پر قدرت حاصل ہے۔^(۱) خوب اچھی طرح جان لو کہ تم اس کے سامنے ہو، تم اس کی بادشاہت اور حکومت سے باہر نہیں نکل سکتے۔ اس سے بہت زیادہ ڈرتے رہو اور اس کا خوف تم پر طاری رہنا چاہیے۔ والسلام“

تقویٰ کے معنی: خوف والی چیز سے بچاؤ کا کوئی ذریعہ اور تدبیر اختیار کرنے کے ہیں۔

اللہ سے تقویٰ کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کی اطاعت کر کے اور گناہوں سے اجتناب کر کے اللہ کے غصے اور ناراضی سے بچنا۔

[فائدہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلتَّقْوٰی هٰهٰنَا وَاَشَارَ اِلٰی صَدْرِهِ

(مسلم، کتاب البر والصلة، باب تحريم ظلم المسلم)

”آپ نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ”تقویٰ یہاں ہے“ اس

(۱) آدمی فطری طور پر زیادہ طاقت ور اور قریب سے زیادہ ڈرتا ہے تو اللہ بندے سے اس کی رگِ حیات

سے زیادہ قریب ہے اور بہت زیادہ طاقت ور ہے لہذا آدمی کو اللہ سے بہت زیادہ ڈرنا چاہیے۔ (مترجم)

حدیث کے مطابق تقویٰ ایک دلی کیفیت کا نام ہے جس کے ہوتے ہوئے آدمی ادا امر کی پابندی اور نواہی سے اجتناب کرتا ہے۔

علامہ راغب اصفہانی رحمہ اللہ نے مفردات القرآن میں ”تقویٰ“ کی وضاحت اس انداز سے کی ہے:

”تقویٰ کے اصل معنی: نفس کو ہر اس چیز سے بچانا ہیں جس سے نقصان ہونے کا اندیشہ ہو۔ لیکن کبھی کبھی یہ لفظ خوف کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ اصطلاح شرع میں نفس کو ہر اس چیز سے بچانے کا نام تقویٰ ہے جو گناہ کا سبب بنے اور یہ بات ممنوعات شرعیہ کے ترک کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ تقویٰ میں درجہ کمال حاصل کرنے کے لیے بعض مباح اور جائز چیزوں کو بھی چھوڑنا پڑتا ہے۔“

تقویٰ کے بارے میں سلف صالحین کے اقوال

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: متقی وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کی سزا سے ڈرتے رہیں۔

طلق بن حبیب نے کہا کہ ”اللہ کی دی ہوئی بصیرت اور روشنی کے مطابق اس کی اطاعت کرنا اور اس سے ثواب کی امید رکھنا“ اسی طرح اس کی دی ہوئی بصیرت کے مطابق اس کی نافرمانی چھوڑ دینا اور اس کی سزا سے ڈرنا ”تقویٰ کہلاتا ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد ”اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ“ (اللہ سے اس طرح ڈرو جیسے اس سے ڈرنے کا حق ہے) کا مطلب بیان

کرتے ہوئے فرمایا: اس کی اطاعت کرو، نافرمانی نہ کرو۔ اسے یاد رکھو اور بھول نہ جاؤ۔ اس کا شکر ادا کرو اور ناشکری نہ کرو۔

تو میرے معزز بھائی! اللہ کا تقویٰ حاصل کرنے کی پوری کوشش کرو! کیونکہ وہی اس لائق ہے کہ اس سے ڈرا جائے اور دل میں سب سے زیادہ اسی کی عظمت و کبریائی ہو۔

اب تقویٰ سے حاصل ہونے والے ثمرات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

دنیا میں تقویٰ کے ثمرات

۱۔ معاملات دنیا کی آسانی: تقویٰ سے دنیا کے معاملات آسان ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا﴾ (الطلاق: ۴)

”جو آدمی اللہ سے ڈر جائے تو وہ اس کے لیے آسانی پیدا کر دیتا ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى. وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى. فَسَنُيَسِّرُهُ

لِلْيُسْرَى﴾ (سورۃ اللیل: ۵-۷)

”جس نے (اللہ کے راستے میں اپنا مال) دیا اور تقویٰ اختیار کیا اور

بھلائی کو سچ مانا، ہم اس کو آسان رستے کے لیے سہولت دیں گے۔“

۲۔ شیطان سے حفاظت: تقویٰ کی وجہ سے انسان شیطان کے مکر و فریب سے

محفوظ رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے www.KitaboSunnat.com

﴿إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَافٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُمْ مُبْصِرُونَ﴾ (الاعراف: ۲۰۱)

”جب پرہیزگاروں کو شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ پہنچتا ہے تو وہ آگاہ ہو جاتے ہیں اور فوراً صحیح صورت حال ان کے لیے واضح ہو جاتی ہے۔“

۳۔ برکات کا حصول: تقویٰ آسمان و زمین کی برکات کے حصول کا سبب ہے۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ﴾ (الاعراف: ۹۶)

”اگر بستیوں والے ایمان لے آتے اور پرہیزگاری اختیار کر لیتے تو ہم ان کے لیے آسمان و زمین کی برکات کھول دیتے۔“

۴۔ حق و باطل کی پہچان: تقویٰ کی وجہ سے آدمی کو یہ توفیق ملتی ہے کہ وہ حق و باطل کو پہچان کر ان کے درمیان فرق کر لیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا﴾

(الانفال: ۲۹)

”اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈر جاؤ تو وہ تمہارے لیے (حق و باطل کے درمیان) فرق کر دے گا۔“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَآمِنُوا بِرَسُولِهِ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَحْمَتِهِ وَيَجْعَلْ لَكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ﴾ (الحديد: ۲۸)

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈر جاؤ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ“ وہ تمہیں اپنی رحمت سے (ثواب کے) دو حصے دے گا اور تمہارے لیے ایسی روشنی مہیا کرے گا جس کے ساتھ تم (سیدھے راستہ پر) چلو گے۔“

۵۔ تکالیف کا خاتمہ اور رزق کی فراخی: تقویٰ تنکیوں اور تکلیفوں کے دور کرنے کا سبب اور رزق کی فراخی کا ذریعہ ہے:

﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا. وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾

(الطلاق: ۳-۲)

”جو آدمی اللہ سے ڈر جائے تو وہ اس کے لیے (پریشانیوں سے) نکلنے کی جگہ بنا دے گا اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے اس کا وہم و گمان بھی نہ ہوگا۔“

۶۔ اللہ کی دوستی: تقویٰ اللہ تعالیٰ کی دوستی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ اللہ کے دوست صرف پرہیزگار ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّ أَوْلِيَاءُ إِلَّا الْمُتَّقِينَ﴾ (الانفال: ۳۳)

”اس کے دوست صرف پرہیزگار ہیں۔“

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَأَنَّ الظَّالِمِينَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِينَ﴾

(سورۃ الجاثیہ: ۱۹)

”اور ظالم ایک دوسرے کے دوست ہیں اور اللہ پر ہیزگاروں کا دوست

ہے۔“

۷۔ کافروں سے حفاظت: تقویٰ سے کافروں کی طرف سے نقصان اور مکر و فریب

کا خوف ختم ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَأَنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا﴾

(آل عمران: ۱۲۰)

”اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو ان کا مکر و فریب تمہیں کچھ نقصان نہ

دے گا۔“

۸۔ میدان جہاد میں آسانی مدد کا نزول: تقویٰ سے میدان جہاد میں اللہ کی طرف

سے آسانی مدد نازل ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾

إِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَلَنْ يَكْفِيَكُمْ أَنْ يُمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلَاثَةِ آلَافٍ مِنَ

الْمَلَائِكَةِ مُنَزَّلِينَ. بَلَى إِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا وَيَأْتُوكُمْ مِنْ فُورِهِمْ هَذَا

يُمِدُّكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ. ﴿

(آل عمران: ۱۲۳/۱۲۵)

”یقیناً اللہ نے بدر کے مقام پر تمہاری مدد کی جب کہ تم کمزور تھے، پس اللہ سے ڈر جاؤ تا کہ تم شکر ادا کر سکو۔ جب تو مومنوں سے کہہ رہا تھا کہ کیا تمہیں کافی نہیں کہ تمہارا رب آسمان سے نازل ہونے والے تین ہزار فرشتوں کے ساتھ تمہاری مدد کرے؟ ہاں! اگر تم صبر کرو اور پرہیزگاری اختیار کرو اور وہ تمہارے پاس تیزی سے آئیں تو تمہارا رب نشان لگے ہوئے (یعنی پہچان کے لیے ان کی مخصوص علامت ہوگی۔) پانچ ہزار فرشتوں کے ساتھ تمہاری مدد کرے گا۔“

مدد کے نازل ہونے سے خوشی ہوگی، دل مطمئن ہو جائیں گے اور اللہ کی طرف سے فتح و نصرت حاصل ہوگی۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوبُكُم بِهِ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ﴾ (آل عمران: ۱۲۶)

”اس (مدد) کو اللہ نے تمہارے لیے خوشخبری بنایا اور تا کہ تمہارے دل اس کے ساتھ مطمئن ہو جائیں اور مدد تو صرف اللہ کی طرف سے ہے، وہ غالب حکمت والا ہے۔“

۹۔ ظلم کرنے سے بچاؤ کا سبب: اگر تقویٰ ہو تو انسان اللہ کے بندوں پر ظلم و زیادتی نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾

وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ. ﴿ (المائدہ: ۴)

”نیکی اور تقویٰ (کے کاموں) پر ایک دوسرے سے تعاون کرو اور گناہ اور زیادتی (کے کاموں) پر تعاون نہ کرو۔ اور اللہ سے ڈرو بلاشبہ اللہ سخت سزا (دینے والا ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے قصہ مریم کے متعلق فرمایا:

﴿فَارْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَمَثَلْ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا. قَالَتْ إِنِّي

أَعُوذُ بِالرَّحْمَنِ مِنْكَ إِنْ كُنْتَ نَقِيًّا. ﴿ (مریم: ۱۷-۱۸)

”ہم نے اس کی طرف اپنا فرشتہ بھیجا تو وہ مکمل انسانی شکل میں اس کے سامنے آ گیا۔ اس نے کہا: اگر تو پرہیزگار ہے تو میں رحمان کے ساتھ تجھ سے پناہ پکڑتی ہوں۔“

[یعنی اگر تو پرہیزگار ہے تو تیری طرف سے میرے اوپر زیادتی نہیں ہونی چاہیے کیونکہ تقویٰ کا یہی تقاضا ہے۔]

۱۰۔ احترام کرنے کا جذبہ: تقویٰ اللہ کے شعائر کی تعظیم کرنے کا سبب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَنْ يُعْظِمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ. ﴿ (الحج: ۳۲)

”جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کے تقویٰ میں سے ہے۔“

۱۱۔ اعمال کی اصلاح اور گناہوں کی معافی: تقویٰ اعمال کی درستی اور لوگوں

میں قبولیت اور گناہوں کی معافی کا سبب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا. يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ.﴾ (الاحزاب: ۷۱-۷۰)

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈر جاؤ اور سیدھی بات کرو وہ تمہارے اعمال درست کر دے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔“

۱۲۔ احترام رسول صلی اللہ علیہ وسلم: تقویٰ کا تقاضا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آواز پست رکھی جائے۔ اس کا تعلق آپ کی زندگی کے ساتھ ہے اور آپ کی وفات کے بعد آپ کی قبر کے ساتھ بھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَغْضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ.﴾ (الحجرات: ۳)

”جو لوگ اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں اللہ نے ان کے دلوں کو تقویٰ کے لیے جانچ لیا ہے۔“

علماء نے کہا ہے کہ آپ کی قبر کے پاس آواز بلند کرنا اسی طرح ناپسندیدہ ہے جیسے زندگی میں ناپسندیدہ تھا۔ کیونکہ آپ زندگی میں اور قبر کے اندر ہر حالت میں قابل احترام ہیں۔

۱۳: حصول محبت الہی: تقویٰ سے دنیا اور آخرت میں اللہ کی محبت حاصل ہوتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

((مَاتَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحْضَلَّ مِمَّا افْتَرَضْتُهُ عَلَيْهِ وَلَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يَبْصُرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرَجُلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَلَكِنْ سَأَلَنِي، لَأُعْطِيَنَّهُ وَلَكِنْ اسْتَعَاذَ بِي لَأُعِذَّنَّهُ.)) (بخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع)

”فرائض سے کوئی چیز افضل نہیں جس کے ساتھ میرا بندہ میرا تقرب حاصل کرے اور میرا بندہ نوافل کے ساتھ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ چھوتا ہے اور اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ چلتا ہے۔ (یعنی اللہ کے قریب ہو جانے کے بعد اس کے یہ تمام اعضاء میری فرمانبرداری میں استعمال ہوتے ہیں) اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں اور اگر وہ میرے ساتھ پناہ پکڑے تو میں اسے پناہ دیتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَلَى مَنْ أَوْفَى بِعَهْدِهِ وَاتَّقَى فَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ﴾

(ال عمران: ۷۶)

”ہاں جس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور تقویٰ اختیار کیا تو اللہ پر ہیز گاروں

سے محبت کرتا ہے۔“

۱۴: علم کے دروازوں کا کھلنا: تقویٰ ہو تو اللہ کی طرف سے حصولِ علم کے دروازے کھلتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَاتَّقُوا اللَّهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللَّهُ﴾ (البقرہ: ۲۸۲)

”اللہ سے ڈر جاؤ اور وہ تمہیں علم سکھائے گا۔“

۱۵: گمراہی سے بچاؤ: تقویٰ انسان کو ہدایت کے بعد گمراہ ہونے سے بچاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ

بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ . ذَلِكَمِ وَصَّيْكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ (الانعام: ۱۵۳)

”یقیناً یہ میرا سیدھا راستہ ہے اس پر چلو اور دیگر راستوں پر نہ چلو ورنہ تم کو

اس کے سیدھے راستہ سے دور کر دیں گے۔“

۱۶: رحمتِ الہی کا حصول: تقویٰ سے دنیا اور آخرت میں اللہ کی رحمت حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَاسْتَكْبِهُوا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ

الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ﴾ (الاعراف: ۱۵۶)

”میری رحمت نے ہر چیز کو گھیرا ہوا ہے۔ میں یہ ان لوگوں کے لیے لکھ

دوں گا جو پرہیزگار ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے اور ہماری آیات پر ایمان

لاتے ہیں۔“

۱۔ اللہ تعالیٰ کا خصوصی ساتھ: تقویٰ سے اللہ کا خصوصی ساتھ حاصل ہوتا ہے۔

یاد رہے کہ بندوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی معیت (ساتھ) کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ معیت عامہ (عمومی ساتھ): یہ تمام بندوں کو شامل ہے۔ وہ سب کو دیکھتا ہر

ایک بات سنتا اور جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ﴾ (الحمدید: ۴)

”تم جہاں بھی ہو وہ تمہارے ساتھ ہے۔“

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَا يَكُونُ مِنْ نَجْوَى ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا أَدْنَى مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْثَرَ إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ أَيْنَ مَا كَانُوا﴾ (المجادلہ: ۷)

”کیا تو نے دیکھا نہیں کہ بے شک اللہ ہر اس چیز کو جانتا ہے جو آسمانوں

اور زمین میں ہے۔ تین آدمی سرگوشی کرتے ہیں تو وہ ان کے ساتھ چوتھا

ہوتا ہے پانچ ہوں تو چھٹا ہوتا ہے اس سے کم ہوں یا زیادہ وہ ان کے

ساتھ ہوتا ہے وہ جہاں کہیں بھی ہوں۔“

۲۔ معیت خاصہ: (خصوصی ساتھ) اس کا نتیجہ اور تقاضا اللہ کی مدد اور

تائید ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لیے اپنے نبی

صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات نقل کی ہے:

﴿لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا﴾ (التوبہ: ۴۰)

”غم نہ کر بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔“

اور موسیٰ و ہارون علیہما الصلوٰۃ والسلام کو خطاب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے

فرمایا:

﴿لَا تَخَافَا إِنِّي مَعَكُمَا أَسْمَعُ وَأَرَى﴾ (طہ: ۱۲۶)

”خوف نہ کھائیں میں تمہارے ساتھ ہوں، سنتا اور دیکھتا ہوں۔“

اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ کا خصوصی ساتھ اس کے پرہیزگار بندوں کو ہی

حاصل ہوتا ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ﴾ (النمل: ۱۲۸)

”بے شک اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں اور نیکی کرنے والوں کے ساتھ

ہے۔“

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ﴾ (التوبہ: ۳۶)

”جان لو کہ اللہ متقی لوگوں کے ساتھ ہے۔“

۱۸۔ اچھا انجام: اچھا انجام پرہیزگاروں کے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَى﴾ (طہ: ۱۳۲)

”اچھا انجام تقویٰ (والوں) کے لیے ہے۔“

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَإِنَّ لِلْمُتَّقِينَ لَحُسْنَ مَآبٍ﴾ (ص: ۴۹)

”بے شک اچھا انجام پر ہیزگاروں کے لیے ہے۔“

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَاصْبِرْ إِنَّ الْعُقَبَةَ لِلْمُتَّقِينَ﴾ (ہود: ۴۹)

”پس صبر کر بے شک اچھا انجام متقین کے لیے ہے۔“

۱۹۔ خوشخبری ملنا: تقویٰ سے دنیا میں خوشخبری حاصل ہوتی ہے۔ یہ سچے خواب کے

ساتھ بھی ہو سکتی ہے اور آدمی سے لوگوں کی محبت اور اچھی تعریف کے ساتھ بھی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ. لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي

الْآخِرَةِ﴾ (یونس: ۶۳-۶۴)

”مومن اور متقین کے لیے دنیا اور آخرت میں خوشخبری ہے“

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ”لَهُمْ“

”الْبُشْرَى“ (ان کے لیے خوشخبری ہے۔) کے متعلق فرمایا:

”یہ اچھا خواب ہے جو آدمی خود دیکھتا ہے یا اس کے متعلق کسی کو دکھایا

جاتا ہے۔“ (مسند احمد ج ۶ ص ۴۷۷)

شواہد کے ساتھ یہ حدیث حسن ہے۔

(دیکھیں الفتح الربانی ج ۱ ص ۱۷۶-تحتہ الاحوذ ج ۳ ص ۲۴۸)

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے

رسول! آدمی اچھا کام کرتا ہے اور لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں تو آدمی یہ

تعریف سن کر دل میں خوشی سی محسوس کرتا ہے۔ اس کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا:

((تِلْكَ عَاجِلُ بُشْرَى الْمُؤْمِنِ))

”یہ تو مؤمن کو جلدی حاصل ہونے والی خوشخبری ہے۔“

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب إِذَا أُتِيَ عَلَى الصَّالِحِ فَهِيَ بُشْرَى وَلَا نَصْرَةٌ)

۲۰۔ خواتین کی حفاظت: خواتین جب تقویٰ کے اسباب اختیار کرتی ہیں (جس

میں لچک دار انداز سے بات نہ کرنا بھی ہے) تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بیمار دل والے لوگ ان سے کوئی طمع نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يُنِيسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ

بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا﴾

(الاحزاب: ۳۲)

”اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو، اگر تم پرہیز گاری

اختیار کرو پس تم نرم بات نہ کرو ورنہ بیمار دل والا طمع کرے گا اور اچھی

بات کہو۔“

۲۱۔ وصیت میں ظلم نہ کرنا: اگر تقویٰ ہو تو آدمی وصیت میں ظلم و زیادتی نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ إِذَا حَضَرَ أَحَدُكُمُ الْمَوْتُ أَنْ تَرَكَ خَيْرًا ۚ الْوَصِيَّةُ

لِلَّذِينَ لِلدِّينِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ﴾ (البقرة: ۱۸۰)

”اگر تم میں سے کسی کے مرنے کا وقت قریب ہو اور وہ مال چھوڑ رہا ہو تو

تم پر والدین اور رشتہ داروں کے لیے اچھائی کے ساتھ وصیت کرنا فرض ہے۔“ (۱)

۲۲۔ مطلقہ عورت سے اچھا برتاؤ: تقویٰ کا تقاضا ہے کہ مطلقہ عورت کو اس کا واجب (ضروری) فائدہ دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ﴾ (البقرة: ۲۴۱)

”طلاق والی عورتوں کو معروف طریقے سے فائدہ دینا ہے۔ یہ متقین پر حق ہے۔“

۲۳۔ اجر و ثواب کا ضائع نہ ہونا: اگر تقویٰ ہو تو دنیا اور آخرت میں آدمی کا اجر ضائع نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے جب یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کو اکٹھا کرنے کا تذکرہ کیا تو فرمایا:

﴿إِنَّهُ مَنْ يَتَّقِ وَيَصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ﴾ (یوسف: ۹۰)

”جس نے تقویٰ اختیار کیا اور صبر کیا تو (وہ جان لے کہ) بے شک اللہ

۱۔ یہ حکم پہلے تھا، بعد میں والدین اور دیگر وارث رشتہ داروں کے لیے وصیت منسوخ کر دی گئی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَلَا وَصِيَّةَ لِرِوَاثٍ.

”اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا ہے (ورثاء کے حصے مقرر کر دیے ہیں) پس وارث کے لیے وصیت نہیں ہو سکتی۔“

(سنن داؤد و کتاب الوصایا باب ماجاء فی الوصیۃ للوارث، صحیح سنن نسائی لمولانا ابی، کتاب الوصایا باب ابطال الوصیۃ للوارث) البتہ وہ رشتہ دار جو وارث نہ بن رہا، اس کے لیے وصیت کرنا جائز ہے۔ (مترجم)

نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔“

۲۴۔ حصول ہدایت: تقویٰ ہدایت حاصل ہونے کا ذریعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْحَقُّ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقِينَ﴾ (البقرة: ۱۷۷)

”اس کتاب میں کوئی شک نہیں، یہ پرہیزگاروں کے لیے ہدایت ہے۔“

آخرت میں تقویٰ کے ثمرات

(۱) عزت کا ملنا: تقویٰ سے اللہ کے ہاں عزت ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاهُمْ﴾ (الحجرات: ۱۳)

”بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔“ (۱)

(۲) کامیاب ہونا: تقویٰ سے کامیابی و کامرانی حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللَّهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

أَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَىٰ أَجْعَمِيٍّ وَلَا لِعَجْمِيٍّ عَلَىٰ عَرَبِيٍّ وَلَا لَأَحْمَرَ عَلَىٰ أَسْوَدَ وَلَا لَأَسْوَدَ عَلَىٰ أَحْمَرَ إِلَّا بِالتَّقْوَىٰ۔ (اس کی سند صحیح ہے۔ الفتح الربانی ص ۲۲۶ ج ۱۲، مسند احمد: ص

۵۴۴) ”آگاہ ہو جاؤ کسی عربی کو غیر عربی پر کسی عجمی کو کسی عربی پر کسی سرخ کو سیاہ پر اور کسی سیاہ کو

سرخ پر کوئی فضیلت حاصل نہیں، مگر تقویٰ اور پرہیزگاری کے ساتھ۔“ (از مترجم)

﴿الْفَائِزُونَ﴾ (النور: ۵۲)

”اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرنے والے
اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے اور پرہیزگاری اختیار کرنے والے ہی
کامیاب ہیں۔“

(۳) عذاب الہی سے نجات: تقویٰ قیامت کے دن عذاب الہی سے نجات کا
سبب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَأَن مِّنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۖ ثُمَّ
نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا﴾ (مریم: ۷۱-۷۲)

”تم میں سے ہر ایک اس (جہنم) میں داخل ہوگا، یہ تیرے رب کا حتمی
فیصلہ ہے۔ پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو اس میں
گھٹنوں کے بل گرے پڑے رہنے دیں گے۔“

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى﴾ (اللیل: ۱۷)

”اور بہت زیادہ پرہیزگار اس (جہنم) سے بچا لیا جائے گا۔“

(۴) جنت کا وارث بننا: تقویٰ جنت کا وارث بننے کے لیے ایک قوی ذریعہ
ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿بَلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا﴾ (مریم: ۶۳)

”یہی وہ جنت ہے جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں سے پرہیزگاروں

کو بنائیں گے۔“

(۵) قبولیت اعمال کا ذریعہ: تقویٰ اعمال کی قبولیت کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ﴾ (المائدہ: ۲۷)

”اللہ صرف پرہیزگاروں سے قبول کرتا ہے۔“

(۶) کئی منزلہ مکانات کا مالک بننا: متقین کے لیے جنت میں بالا خانوں کے اوپر بالا خانے ہیں: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَكِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَعَدَ اللَّهُ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ الْمِيعَادَ﴾ (الزمر: ۲۰)

”لیکن وہ لوگ جو اپنے رب سے ڈر گئے، ان کے لیے بالا خانے ہیں اور ان کے اوپر بھی بالا خانے بنائے گئے ہیں (یعنی وہاں کئی کئی منزلہ مکانات ہوں گے) ان کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے۔ اللہ وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔“

حدیث میں ہے کہ:

”جنت میں ایسے بالا خانے ہیں جن کا اندرونی حصہ باہر سے اور بیرونی حصہ اندر سے نظر آتا ہے۔“

ایک دیہاتی نے کہا: اے اللہ کے رسول! (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ کس کے لیے ہیں؟ آپ نے فرمایا:

”جو اچھی گفتگو کرے کھانا کھلائے اور لوگ سو رہے ہوں تو وہ رات کو نماز پڑھے۔“

(ترمذی، کتاب البر والصلة، باب ما جاء فی قول المعروف۔)

علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔)

(۷) کافروں سے اونچا ہونا: متقی اپنے تقویٰ کی وجہ سے قیامت کے دن ہر جگہ کافروں سے اونچے ہوں گے حتیٰ کہ اعلیٰ علیین میں درجات حاصل کر لیں گے: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿زَيْنَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُونَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ (البقرة: ۲۱۲)

”کافروں کے لیے دنیا کی زندگی مزین کی گئی ہے اور وہ ایمان والوں سے مذاق کرتے ہیں۔ اور پرہیزگار قیامت کے دن ان کے اوپر ہوں گے اور اللہ جس کو چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق دیتا ہے۔“

(۸) جنت میں داخلہ: تقویٰ جنت میں داخل ہونے کا سبب ہے کیونکہ جنت صرف پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ﴾ (آل عمران: ۱۳۳)

”اپنے رب کی بخشش اور جنت کی طرف ایک دوسرے سے جلدی کرو جس کا جزا الٰہی آسمانوں اور زمین جتنی ہے اور یہ پرہیزگاروں کے لیے تیار کیا گیا ہے۔“
 اللہ تعالیٰ سے فرمایا

﴿لَا تَسْأَلُ النَّاسَ أَنْ يَمْسُوكَ وَالْكَفَرُ نَا عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَئِنَّكَ لَفِي عَذَابِ الْكَافِرِينَ﴾ (المائدہ: ۶۵)

”اگر آپ نے آپ کے پیروں کے لیے اور پرہیزگار بن جاتے تو ہم ان کی غلطیاں مٹا دیتے اور ان کو نعمتوں والے باغات میں ضرور داخل کر دیتے۔“ (۱)

(۹) غلطیوں کا مٹنا: تقویٰ کی وجہ سے اللہ غلطیوں کو مٹاتا ہے اور معمولی لغزشوں سے درگزر فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَكْفِرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ وَيُعْظِمْ لَهُ أَجْرًا﴾ (الطلاق: ۵)

”اور جو اللہ سے ڈر جائے تو وہ (اللہ) اس کی غلطیاں مٹا دے گا اور اس

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَكْثَرُ مَا يُلَاحِظُ بِهِ الْإِنْسَانُ النَّارَ الْآجُوفَانِ: الْفَمُ وَالْفَرْجُ وَأَكْثَرُ مَا يَدْخُلُ بِهِ الْإِنْسَانُ الْجَنَّةَ تَقْوَى اللَّهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ۔ ترجمہ: انسان زیادہ تر دو چیزوں کی وجہ سے آگ میں داخل ہوتا ہے: منہ اور شرمگاہ اور انسان زیادہ تر اللہ کے تقویٰ اور اچھے اخلاق کی وجہ سے ہی جنت میں داخل ہوگا۔ (امام ترمذی نے اس حدیث کو صحیح غریب کہا ہے۔ ترمذی، کتاب البر والصلة باب ما جاء في حسن الخلق، مسند احمد ۳/۹۲ ج ۳) (از مترجم)

کو بڑا اجر دے گا۔“

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ﴾

(المائدہ: ۶۵)

”اگر اہل کتاب ایمان لے آتے اور پرہیزگار بن جاتے تو ہم ان کی

غلطیاں مٹا دیتے۔“

(۱۰) پسندیدہ نعمتوں کا حصول: تقویٰ ہر اس نعمت کے حصول کا ذریعہ ہے جس کی وہ خواہش کریں گے اور آنکھیں جس سے لذت محسوس کریں گی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا يُجْرَىٰ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ لَهُمْ فِيهَا

مَا يَشَاءُونَ كَذَلِكَ يَجْزِي اللَّهُ الْمُتَّقِينَ﴾ (الطلاق: ۵)

”یہ ہمیشہ کے باغات میں داخل ہوں گے ان کے نیچے نہریں جاری ہیں

ان کے لیے پسند کی ہر چیز ہوگی اللہ تعالیٰ اسی طرح پرہیزگاروں کو بدلہ

دے گا۔“

(۱۱) خوف اور غم کا خاتمہ: تقویٰ کی وجہ سے قیامت کے دن خوف اور غم نہیں ہوگا

اور آدمی کو کسی بری چیز کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَيُنَجِّي اللَّهُ الَّذِينَ اتَّقَوْا بِمَفَازٍ لَهُمْ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوءُ وَلَا هُمْ

يَحْزَنُونَ﴾ (الزمر: ۶۱)

”اور پرہیزگاروں کو اللہ ان کی کامیابی کے ساتھ نجات دے گا۔ انہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی اور نہ وہ غم کریں گے۔“
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ. الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ﴾ (یونس: ۶۲-۶۳)

”آگاہ ہو جاؤ کہ یقیناً اللہ کے دوستوں پر کوئی خوف نہیں ہوگا اور وہ غم نہیں کریں گے (اور یہ وہ لوگ ہوں گے) جو ایمان لے آئے اور پرہیزگار بن گئے“

(۱۲) اللہ کے پاس وفد کی صورت میں پہنچنا: پرہیزگار قیامت کے دن اللہ کے پاس وفد کی صورت میں پہنچیں گے۔ ”وفد“ اس گروہ کو کہتے ہیں جو سوار ہو کر آئے اللہ تو سب سے بہتر ہے اس لیے اس کے پاس آنے والا وفد بہت زیادہ اہمیت والا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَنِ وَفْدًا﴾ (مریم: ۸۵)

”اس دن کو یاد کرو جب ہم متقین کو رحمن کی طرف وفد کی صورت میں اکٹھا کریں گے۔“

نعمان بن سعید بیان کرتے ہیں کہ ہم علی رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے انہوں نے یہ آیت پڑھی ”يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَنِ وَفْدًا۔“

اور فرمایا: اللہ کی قسم! وہ اپنے پاؤں پر اکٹھے نہیں کیے جائیں گے کیونکہ وفد کو پیدل چلا کر اکٹھا نہیں کیا جاتا (بلکہ ان کی عزت افزائی کے لیے سواری پر لایا جاتا ہے۔)

بلکہ وہ ایسی اونٹنیوں پر سوار ہوں گے کہ مخلوق نے کبھی ایسی اونٹنیاں نہ دیکھی ہوں گی۔ ان پر سونے کے پالان ہوں گے۔ وہ سوار حالت میں ہی جنت کے دروازوں تک پہنچیں گے۔ (تفسیر ابن کثیر (عربی) ص ۱۳۷ ج ۳)

(۱۳) جنت کا قریب ہونا: جنت متقین کے قریب کر دی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ﴾ (الشعراء: ۹۰)

”اور جنت متقین کے قریب کر دی جائے گی۔“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ غَيْرَ بَعِيدٍ﴾ (ق: ۳۱)

”جنت متقین کے قریب کر دی جائے گی، دور نہیں ہوگی۔“

(۱۳) متقی اور کافر کا برابر نہ ہونا: متقی اپنے تقویٰ کی وجہ سے کافروں اور

فساد کرنے والوں کے برابر نہیں ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿أَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَالْمُفْسِدِينَ فِي

الْأَرْضِ أَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ﴾ (ص: ۲۸)

”کیا ہم ایمان داروں اور نیک عمل کرنے والوں کو زمین میں فساد کرنے والوں کی طرح کر دیں گے یا پرہیزگاروں کو بدکاروں کی طرح کر دیں گے۔“ (یعنی ہرگز ایسا نہیں ہوگا کیوں کہ اللہ عدل و انصاف کرنے والا ہے وہ اچھے اور برے لوگوں کو برابر نہیں کرے گا۔)

(۱۵) دوستی کا قائم رہنا: دنیا کی ہر دوستی قیامت کے دن عداوت میں بدل جائے گی سوائے پرہیزگاروں کی دوستی کے کہ وہ قائم رہے گی۔

﴿الْأَخِلَاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ﴾ (الزخرف: ۶۷)
 ”سب دوست اُس دن ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے مگر پرہیزگار۔“ (لوگوں کی دوستی قائم رہے گی)

(۱۶) امن کی جگہ اور باغات کا حصول: متقین کے لیے امن کی جگہ باغات اور چشمے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ. فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ. يَلْبَسُونَ مِنْ سُندُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُتَقَابِلِينَ. كَذَلِكَ وَرَزَوْنَهُمْ بِحُورٍ عِينٍ. يَدْخُلُونَ فِيهَا بِكُلِّ فُكْهَةٍ آمِنِينَ. لَا يَدْخُلُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةُ الْأُولَىٰ وَوَقَّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ﴾ (الدخان: ۵۱-۵۶)

”مستقین امن کی جگہ باغات اور چشموں میں باریک اور موٹا ریشم پہنے ہوئے آنے سامنے بیٹھے ہوں گے وہ اسی طرح رہیں گے اور خوبصورت موٹی

آنکھوں والی عورتوں سے ہم ان کی شادی کر دیں گے، وہاں اطمینان سے ہر طرح کا پھل منگوائیں گے۔ دنیا میں ایک مرتبہ ان پر موت آچکی۔ اب ان پر موت نہیں آئے گی اور وہ (اللہ) ان کو جہنم کے عذاب سے بچالے گا۔“

(۱۷) اللہ کے پاس سچائی کی جگہ: متقین کے لیے ان کے رب کے پاس سچائی کی جگہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهَرٍ ۖ فِي مَقْعَدٍ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِكٍ مُّقْتَدِرٍ﴾
(القدر: ۵۳، ۵۵)

”یقیناً متقی باغات اور نہروں میں، مالک، قدرت رکھنے والے کے پاس سچائی کی جگہ میں ہوں گے۔“

(۱۸) مختلف نہروں کا حصول: تقویٰ مختلف نہروں میں داخل ہونے کا سبب بنے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعدَ الْمُتَّقُونَ فِيهَا أَنْهَارٌ مِنْ مَاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِنْ لَبَنٍ لَمْ يَتَغَيَّرَ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِنْ خَمْرٍ لَذَّةٍ لِلشَّارِبِينَ وَأَنْهَارٌ مِنْ عَسَلٍ مُصَفًّى وَلَهُمْ فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَمَغْفِرَةٌ مِنْ رَبِّهِمْ﴾ (محمد: ۱۵)

”جس جنت کا متقین کو وعدہ دیا گیا اس کی صفت یہ ہے کہ اس میں ایسے پانی کی نہریں ہیں جو بدبودار نہیں ہوگا۔ ایسے دودھ کی نہریں ہیں جن کا ذائقہ تبدیل نہ ہوگا، ایسی شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لیے لذت کا سبب ہوں گی اور صاف شفاف شہد کی نہریں ہیں اور ان کے

لیے ہر قسم کے پھل اور ان کے رب کی طرف سے بخشش ہوگی۔“

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا سَأَلْتُمُ اللَّهَ تَعَالَى فَاسْأَلُوهُ الْفِرْدَوْسَ فَإِنَّهُ أَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَأَعْلَى الْجَنَّةِ وَمِنْهُ تَفْجَرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ وَفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمَنِ))

(بخاری کتاب الجہاد باب درجات الجہادین)

”جب تم اللہ سے سوال کرو تو فردوس کا سوال کرو اس لیے کہ وہ جنت کا

بہترین اور اعلیٰ حصہ ہے۔ اسی سے جنت کی نہریں جاری ہوتی ہیں اور

اس کے اوپر رحمن کا عرش ہے۔“

(۱۹) درختوں کے بہترین اور لمبے سائے: تقویٰ جنت کے درختوں کے نیچے سیر

کرنے اور ان کے سائے سے لطف اندوز ہونے کا سبب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي ظِلِّ وَعُيُونٍ. وَفَوَاحٍ مِمَّا يَشْتَهُونَ. كُلُوا

وَأَشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ.﴾ (المرسلات: ۴۱-۴۳)

”بے شک متقی سایوں اور چشموں میں ہوں گے اور ایسے پھلوں میں جن

کو وہ پسند کریں گے (ان کو کہا جائے گا) خوشگوار طور پر کھاؤ اور پیو یہ

ساری نعمتیں تمہارے اعمال کی وجہ سے تمہیں دی گئی ہیں۔“

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا:

((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَسِيرُ الرَّكَّابُ فِي ظِلِّهَا مِئَةَ عَامٍ

لَا يَقْطَعُهَا)) (بخاری، کتاب الشجر، باب قوله: وظل ممدود)

”جنت میں ایک درخت ہے جس کے سائے میں ایک سو سو سال چلتا رہے گا لیکن اس کا سایہ ختم نہ ہوگا۔“

(۲۰) بڑی گھبراہٹ سے نجات اور فرشتوں سے ملاقات: متقی لوگوں کے لیے

آخرت میں یہ بشارت ہے کہ وہ ”فرع اکبر“ (بڑی گھبراہٹ) میں نہیں ڈالے جائیں گے اور فرشتے ان سے ملاقات کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ الَّذِينَ

آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي

الْآخِرَةِ ۝﴾ (پولس: ۶۲-۶۳)

”خبردار! اللہ کے دوستوں پر کوئی خوف نہیں ہوگا اور وہ غم نہیں کریں

گے۔ جو ایمان لائے اور پرہیزگار بن گئے ان کے لیے دنیا اور آخرت میں خوشخبری ہے۔“

ابن کثیر رحمہ اللہ نے کہا کہ آخرت میں ان کی خوشخبری سے مراد وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ:

﴿لَا يَحْزَنُهُمُ الْفَرَعُ الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ هَذَا يَوْمُكُمْ الَّذِي

كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ۝﴾ (الانبیاء: ۱۰۳)

”ان کو بڑی گھبراہٹ غمگین نہیں کرے گی اور فرشتے ان سے ملاقات کریں

گے۔ ان کو کہا جائے گا کہ یہ وہ دن ہے جس کا تم وعدہ دیئے جاتے تھے۔“

(۲۱) آخرت کا اچھا گھر: متقین کے لیے آخرت کا اچھا گھر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِينَ﴾ (النحل: ۳۰)

”اور البتہ آخرت کا گھر بہتر ہے اور متقین کا گھر بہت اچھا ہے۔“

(۲۲) دو گنا اجر و ثواب کا ذریعہ: متقین کو نیکیوں کا اجر و ثواب دو گنا دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَأَمِنُوا بِرَسُولِهِ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ

رَحْمَتِهِ وَيَجْعَلْ لَكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ وَيَغْفِرْ لَكُمْ﴾ (الحديد: ۲۸)

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈر جاؤ اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان

لے آؤ وہ تمہیں اپنی رحمت سے دو گنا اجر دے گا اور تمہارے لیے روشنی

کر دے گا جس کے ساتھ تم (اس زندگی کے راستہ پر اور قیامت کے دن

میدانِ محشر کی طرف) چلو گے اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔“

ہم اللہ سے سوال کرتے ہیں وہ ہمیں اپنے متقی اور شکر گزار بندوں

میں شامل فرمائے۔

﴿ تقویٰ کی اہمیت و ضرورت اور صفات متقین ﴾

(از مترجم)

تقویٰ کی اہمیت

کتاب و سنت میں تقویٰ کے حصول اور اس میں استحکام و رسوخ کی بہت زیادہ تلقین کی گئی ہے۔ تقویٰ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ یا کسی اور موقع پر خطبہ ارشاد فرماتے تو قرآن مجید کے تین مقامات سے چار آیات تلاوت فرماتے، جن میں چار دفعہ اللہ سے ڈرنے اور اس کا تقویٰ اختیار کرنے کا حکم ہے۔

☆ تقویٰ ہی وہ اہم چیز ہے جس کے حصول کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے دعا کی ہے:

((اللَّهُمَّ اِنِّیْ نَفْسِیْ تَقْوَاهَا وَرَزَقَهَا اَنْتَ خَیْرُ مَنْ رَزَقَهَا اَنْتَ وَلِیُّهَا وَمَوْلَاهَا۔)) (صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فی الاداعیہ)

”اے اللہ! میرے نفس کو اس کا تقویٰ عنایت فرما اور اسے پاک کر دے، تو اسے سب سے بہتر پاک کرنے والا ہے، تو ہی اس کا نگران اور مددگار ہے۔“

☆ آپ سواری پر سوار ہو کر اللہ سے ان الفاظ میں نیکی اور تقویٰ کی توفیق

مانگتے تھے:

((اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ فِي سَفَرِنَا هَذَا الْبَرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضَىٰ)) (صحیح مسلم، کتاب الحج، باب استحباب الذكر إذا ركب دابة)

”اے اللہ ہم اپنے اس سفر میں تجھ سے نیکی اور تقویٰ کا سوال کرتے ہیں اور اس عمل کی توفیق مانگتے ہیں جو تجھے پسند ہے۔۔۔۔۔“

☆ اصل میں تقویٰ اللہ ہی کی عنایت ہے، وہ جسے چاہتا ہے تقویٰ کی صفت سے متصف کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿هُوَ أَهْلُ التَّقْوَىٰ وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ﴾ (المذثر: ۵۶)

”وہی تقویٰ (دینے والا اور وہی مغفرت (کرنے والا) ہے۔“

اس لیے اللہ سے ہمیشہ تقویٰ کے حصول کی دعا کرتے رہنا چاہیے۔

☆ تقویٰ ہی کی بدولت آدمی مصائب پر صبر کرنے پر آمادہ ہوتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ ایک عورت کو قبر کے پاس بیٹھے روتے ہوئے دیکھا تو فرمایا:

((اتَّقِيَ اللَّهَ وَاصْبِرْ))

(صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب قول الرجل للمرأة اصبري)

”اللہ سے ڈر اور صبر کر۔“

☆ دل میں اللہ کا تقویٰ اور خوف موجود ہو تو پھر ہی آدمی اپنی اولاد کے

درمیان عدل و انصاف کر سکتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اتَّقُوا اللَّهَ وَاعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ))

(صحیح بخاری، کتاب الہدیۃ، باب الاشیاء فی الہدیۃ)

”اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان برابری کرو۔“

اوامر سے پہلے تقویٰ کی تلقین

تقویٰ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

بہت سے احکام جاری کرنے سے پہلے تقویٰ کی تلقین کی ہے، جس سے مقصود یہ

معلوم ہوتا ہے کہ اگر تم تقویٰ اختیار کرو گے تو اللہ کے احکام کی تعمیل آسان ہو

جائے گی۔ اس نکتے پر غور کرنے کے لیے درج ذیل آیات کا مطالعہ فرمائیں!

(۱) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا

فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (المائدہ: ۳۵)

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈر جاؤ، اس کی طرف قرب تلاش کرو اور اس

کے راستے میں جہاد کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔“

(۲) ﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ﴾ (الانفال: ۱)

”پس اللہ سے ڈر جاؤ اور آپس کی اصلاح کر لو۔“

(۳) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾

(التوبہ: ۱۱۹)

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچ بولنے والوں کے ساتھ ہو

جاؤ۔“

(۴) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا﴾

(الاحزاب: ۷۰)

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈر جاؤ اور سیدھی بات کہو۔“

(۵) ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ وَاحْشَوْا يَوْمًا لَا يَجْزِي وَالِدٌ عَنْ

وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَالِدِهِ شَيْئًا﴾ (لقمان: ۳۳)

”اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو اور اس دن سے ڈر جاؤ جس دن کوئی

باپ اپنی اولاد کو اور اولاد اپنے باپ کو کچھ فائدہ نہیں دے سکے گی۔“

(۶) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلَسْطَنُظِرُ نَفْسٌ مَّا قَدَّمْتُ لِغَدٍ﴾

(الحشر: ۱۸)

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈر جاؤ اور ہر شخص کو خوب غور کرنا چاہیے کہ

اس نے کل (قیامت) کے لیے آگے کیا بھیجا ہے۔“

(۷) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ

مُسْلِمُونَ﴾ (آل عمران: ۱۰۳)

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسے اس سے ڈرنے کا حق ہے اور

تمہاری موت مسلمان ہونے کی حالت میں ہی آنی چاہیے۔“

او امر کے بعد تقویٰ کی تلقین

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بہت سے مقامات پر بہت سی چیزوں کا حکم

دے کر بعد میں بھی تقویٰ کی تلقین کی ہے کیونکہ اللہ کا خوف اور تقویٰ ہو تو انسان

اللہ کے احکام کو تسلیم کرنے پر تیار ہو جاتا ہے۔ اس کے لیے درج ذیل آیات پر غور فرمائیں:

(۱) ﴿بَايِعُوا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (آل عمران: ۲۰۰)

”اے ایمان والو! صبر کرو اور ایک دوسرے کو تھامے رکھو اور جہاد کے لیے تیار رہو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔“

(۲) ﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾ (المائدہ: ۲)

”اور نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کا تعاون کرو اور گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کا تعاون نہ کرو اور اللہ سے ڈر جاؤ یقیناً وہ سخت سزا والا ہے۔“

(۳) ﴿وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ﴾ (المائدہ: ۸۸)

”اور اللہ نے جو تمہیں حلال پاکیزہ رزق دیا ہے اس سے کھاؤ اور اللہ سے ڈر جاؤ جس کے ساتھ تم ایمان لاتے ہو۔“

(۴) ﴿هَذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾ (الانعام: ۱۵۵)

”یہ کتاب ہم نے نازل کی ہے برکت والی ہے تم اس کی پیروی کرو اور تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔“

(۵) ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلَحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾ (الحجرات: ۱۰)

”تمام مومن (آپس میں) بھائی ہی ہیں، لہذا اپنے بھائیوں کے درمیان صلح کراؤ اور اللہ سے ڈر جاؤ تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔“

(۶) ﴿مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾ (الحشر: ۷)

”اور اللہ کا رسول تمہیں جو کچھ دے وہ لے لو اور جس سے روک دے

اس سے رک جاؤ اور اللہ سے ڈر جاؤ۔ یقیناً وہ سخت سزا والا ہے۔“

تقویٰ کیسے حاصل ہوتا ہے؟

تقویٰ کی اہمیت و ضرورت اور فوائد و ثمرات کے پیش نظر کتاب و سنت میں اس کے حصول اور اس میں اضافے کے لیے بیش قیمت رہنمائی کی گئی ہے۔ ذیل میں تقویٰ کے حصول کے بعض ذرائع کا ذکر کیا جاتا ہے۔

شبہے والی چیزوں کو چھوڑ دیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی موقعوں پر شبہے والی چیزوں سے بچنے کی رہنمائی فرمائی ہے۔

(۱) آپ نے ارشاد فرمایا:

((الْحَلَالُ بَيْنَ وَالْحَرَامِ بَيْنَ وَبَيْنَهُمَا أُمُورٌ مُشْتَبِهَةٌ فَمَنْ تَرَكَ مَا شَبِهَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ كَانَ لِمَا اسْتَبَانَ أَتَرَكَ وَمَنْ اجْتَرَأَ عَلَى مَا يَشْكُ فِيهِ مِنَ الْإِثْمِ أَوْشَكَ أَنْ يُوَاقِعَ مَا اسْتَبَانَ وَالْمَعَاصِي جَمِیُّ اللَّهِ مَنْ يَرْتَعِ حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يُوَاقِعَهُ))

(صحیح بخاری کتاب البیوع باب الحلال بین والحرام بین)

”حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں ہیں۔ جس نے شبہ والے گناہ (یعنی جس کام کے بارے شبہ ہے کہ شاید وہ گناہ ہو یقینی طور پر اس کا گناہ ہونا معلوم نہیں) چھوڑ دیئے وہ واضح اور یقینی گناہ کو زیادہ چھوڑنے والا ہوگا اور جس نے شک والے گناہ پر جرأت کی وہ قریب ہے کہ واضح اور صاف گناہ میں (بھی) واقع ہو جائے۔ گناہ اللہ تعالیٰ کی محفوظ کردہ چراگاہ کی طرح ہیں۔ جو چراگاہ کے ارد گرد جانور چرائے گا، ہو سکتا ہے کہ وہ چراگاہ میں داخل ہو جائے۔“

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((دَعْ مَا يَرِيئُكَ إِلَى مَا لَا يُرِيئُكَ))

(جامع الترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ باب ۵۸/۲۔ علامہ البانیؒ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

صحیح سنن نسائی از علامہ البانی رحمہ اللہ کتاب الاثر باب الحث علی ترک الشبہات)

”شبہ والی چیزیں چھوڑ کر وہ چیزیں اختیار کرو جو شک والی نہیں ہیں۔“

(۳) ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے راستے میں گری ہوئی ایک کھجور

دیکھی تو فرمایا:

((لَوْلَا أَنِّي أَخَافُ أَنْ تَكُونُ مِنَ الصَّدَقَةِ لَأَكَلْتُهَا۔))

(صحیح بخاری کتاب اللقطة باب اذا جدترة فی الطريق)

”اگر مجھے اس بات کا اندیشہ نہ ہوتا کہ یہ (گری ہوئی کھجور) صدقے کی

ہوگی (اور صدقہ میرے لیے حلال نہیں) تو میں اسے ضرور کھالیتا۔“
 صدقہ کے شبہ کی بنا پر آپ نے کھجور کو اٹھا کر کھانا پسند نہیں کیا۔
 (۴) ایک مرتبہ عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
 سوال کیا کہ میں شکار کرنے کے لیے اللہ کا نام لے کر اپنا کتا چھوڑتا ہوں، پھر میں
 اس کے ساتھ ایک اور کتا دیکھتا ہوں جس پر میں نے اللہ کا نام نہیں لیا اور مجھے علم
 نہیں کہ ان دو کتوں میں سے کس نے شکار پکڑا ہے۔ اب اس پکڑے ہوئے شکار
 کا کیا حکم ہے؟

آپ نے فرمایا:

((لَا تَأْكُلْ، إِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلَى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلَى الْآخَرِ))
 (صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب تفسیر المشبهات)

”اسے نہ کھاؤ کیونکہ تم نے اپنے کتے پر تو اللہ کا نام لیا ہے جب کہ
 دوسرے پر اللہ کا نام نہیں لیا۔“

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شیعے کی وجہ سے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کو شکار کا
 گوشت کھانے سے روک دیا۔

تقویٰ اور پرہیزگاری کے ایک بہت واضح اور عمدہ نمونے کے طور پر رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے دو آدمیوں کا واقعہ بیان کیا ہے۔

آپ نے فرمایا:

”ایک آدمی نے دوسرے شخص سے زمین خریدی، زمین خریدنے والے کو

زمین سے ایک ایسا مکالمہ جس میں سونا تھا زمین خریدنے والے نے دوسرے کو کہا: یہ اپنا سونا لے لو کیونکہ میں نے زمین خریدی ہے، سونے کی قیمت تو میں نے نہیں دی۔ مالک زمین نے کہا میں نے زمین اور اس کی سب چیزیں آپ کو فروخت کر دی ہیں۔ (ایک دوسرے کو سونا دینے پر اصرار کے نتیجہ میں) وہ ایک شخص کے پاس فیصلہ کروانے گئے (وہ بھی دیانت دار اور زیرک تھا اور بندر بانٹ کا قائل نہیں تھا) اس نے پوچھا کیا تمہاری اولاد ہے؟ ایک نے کہا میرا ایک لڑکا ہے، دوسرے نے کہا میری ایک لڑکی ہے، تو اس نے کہا لڑکی کا لڑکے سے نکاح کر دو اور یہ کچھ سونا ان پر خرچ کر دو اور کچھ اللہ کے راستہ میں صدقہ کر دو۔“

(صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب ما ذکر عن بنی اسرائیل)

عبادات سے بھی تقویٰ کی صفت پیدا ہوتی ہے: اللہ تعالیٰ نے تمام عبادات کا مقصد تقویٰ قرار دیا ہے:

اللہ نے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾
(البقرہ: ۲۱)

”اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا اور تم سے

پہلے لوگوں کو پیدا کیا تاکہ تم پر ہیزگار بن جاؤ۔“

(۲) روزے کا فلسفہ تقویٰ بیان کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ (البقرہ: ۱۸۳)

”اے ایمان والو! تم پر روزہ رکھنا فرض کیا گیا ہے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تا کہ تم پر ہیز گاری بن جاؤ۔“
(۳) قربانی سے مقصود بھی تقویٰ اور پرہیز گاری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَن يَنَالَ اللَّهُ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاءُهَا وَلَكِن يُنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنْكُمْ﴾ (الحج: ۳۷)

”اللہ تعالیٰ کو ان قربانیوں کے گوشت ہرگز نہ پہنچیں گے اور نہ خون۔ اس اللہ کے پاس تو تمہاری پرہیز گاری پہنچے گی۔“

(۴) بہت زیادہ پرہیز گار وہ ہے جو اپنے آپ کو پاک کرنے کے لیے اپنا مال اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَسَيَجْزِيهَا الْاٰتْقٰی ۝ الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهُ یَتَزَكّٰی﴾ (اللیل: ۱۸، ۱۷)

”بہت زیادہ پرہیز گار جہنم سے بچا لیا جائے گا جو اپنے آپ کو پاک کرنے کے لیے اپنا مال دیتا ہے۔“

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے اس کے دل میں تقویٰ کی صفت بہت قوی اور اعلیٰ انداز میں پائی جاتی ہے۔

(۵) اللہ تعالیٰ نے حج کرنے والوں کو تقویٰ کے ساتھ متصف ہونے کا اس

انداز سے حکم دیا ہے:

﴿وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى﴾ (البقرة: ۱۹۷)

”اور زادِ راہ ساتھ لو اور بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے۔“

متقی کون ہیں؟

اب ہمیں سرسری سی نظر ان آیات پر ڈال لینی چاہیے جن میں متقین کی صفات و خصوصیات بیان ہوئی ہیں تاکہ ایک بندہ مومن کو احساس و شعور ہو کہ وہ کن صفات کو اپنا کر متقی بن سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُولُؤُوا وَجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ﴾ (بقرہ: ۱۷۷)

”نیکی یہ نہیں کہ تم اپنے چہرے مشرق اور مغرب کی طرف کرو بلکہ نیکی تو ان کی ہے جو اللہ، روزِ آخرت، فرشتوں، کتابوں اور انبیاء پر ایمان لے آئے اور اس کی محبت میں رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سوال کرنے والوں کو مال دیں اور گردنوں کو آزاد کرائیں۔ نماز قائم کریں، نہ کوٹہ دیں اور جب وہ وعدہ کریں تو اپنے وعدے کو پورا کریں“

مصیبت، تکلیف اور لڑائی کے وقت صبر کریں، یہی لوگ سچے ہیں اور یہی لوگ متقی ہیں۔“

اس آیت میں تصحیح عقائد بھی ہے اور مخلوق کے ساتھ حسن سلوک کی ترغیب بھی ہے۔ عبادات کو بھی تقویٰ کا جزو قرار دیا گیا ہے، اخلاق کی اعلیٰ تعلیم بھی ہے۔ فقر و فاقہ اور مصائب و تکالیف کے موقع پر صبر اور میدانِ قتال میں ثابت قدمی کو بھی نیکی اور تقویٰ کا حصہ شمار کیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے صفاتِ متقین کے لیے یہ جامع ترین آیت ہے۔

ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ
وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ . الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ
وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾

(ال عمران: ۱۳۳)

”اور جلدی کرو اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف جس کا عرض آسمانوں اور زمین (کے عرض کی طرح) ہے اور ان متقین کے لیے تیار کی گئی ہے جو فراخی اور تنگی (ہر حال) میں اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، غصے کو پٹی جانے والے اور لوگوں کو معاف کر دینے والے ہیں اور اللہ (ان) محسنوں سے محبت کرتا ہے۔“

اس آیت میں متقین کی خاص صفات یہ بیان ہوئی ہیں کہ وہ ہر حال میں

لوگوں کے حقوق ادا کرتے اور دشمنوں کو بھی معاف کرتے اور ان سے رحم و شفقت سے پیش آتے ہیں۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ . آخِذِينَ مَا آتَاهُمْ رَبُّهُمْ إِنَّهُمْ كَانُوا قَبْلَ ذَلِكَ مُحْسِنِينَ . كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ . وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ . وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ .﴾

(الذاریات: ۱۵-۱۹)

”متقی لوگ باغوں اور چشموں میں ہوں گے۔ ان نعمتوں کو حاصل کریں گے جو ان کا رب انہیں دے گا۔ یقیناً وہ اس سے پہلے نیکی کرنے والے تھے۔ راتوں میں کم سوتے اور صبح کے وقت اپنے گناہوں کی معافی مانگتے تھے اور ان کے اموال میں سائل اور محروم (سوال نہ کرنے والے) کا حق تھا۔“

یہاں متقین کی صفات یہ بیان ہوئی ہیں کہ وہ تہجد پڑھتے، صبح کو استغفار کرتے اور اپنا مال سائل اور سوال نہ کرنے والے فقیر کو دیتے ہیں۔
تقویٰ کے دنیاوی اور اخروی فوائد حاصل کرنے اور ان کا حق دار بننے کی خواہش رکھنے والے پر لازم ہے کہ وہ متقین کی مذکورہ صفات اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عنایت فرمائے۔

﴿ سعادت مند زندگی کے اسباب ﴾

﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَهُ الْحَمْدُ كُلُّهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ﴾

اما بعد۔ ہر انسان اطمینان و سکون اور فرحت و مسرت حاصل کرنے اور پریشانیوں اور غموں سے دور رہنے کی خواہش اور تمنا کرتا ہے اور دراصل پاکیزہ زندگی کا حصول اور سعادت مندی کی تکمیل پریشانیوں سے نجات ہی میں ہے۔ ایسی زندگی کے کئی دینی، طبعی اور عملی اسباب ہیں۔۔۔ خوشی کے مکمل اسباب تو صرف مومنین کو حاصل ہو سکتے ہیں۔ غیر مسلموں کو اگرچہ کچھ اسباب تو میسر آ سکتے ہیں اور ان کے اہل دانش اس کے لیے کوشش بھی کرتے ہیں لیکن زیادہ فائدہ مند پائیدار اور بہتر صورت میں ان کا حصول کافروں کے لیے ممکن نہیں۔

میں اس رسالے میں حقیقی مسرت زندگی کے اسباب ذکر کر رہا ہوں جن کے لیے ہر انسان جدوجہد کرتا ہے۔

کچھ لوگ تو ان میں سے بہت سے اسباب حاصل کر کے خوش گوار اور پاکیزہ زندگی بسر کرتے ہیں اور کچھ ان کو حاصل کرنے میں ناکام رہتے ہیں اور

بدبختی اور تباہی والی زندگی گزارتے ہیں جب کہ بعض لوگوں کا معاملہ مذکورہ دونوں قسموں کے درمیان درمیان ہوتا ہے۔

ہر بھلائی حاصل کرنے اور نقصان دہ چیز سے بچنے کی توفیق صرف اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے اور ان کے بعض اسباب درج ذیل ہیں:

(۱) ایمان اور نیک عمل

سعادت مند زندگی کا سب سے بڑا اور بنیادی سبب ایمان اور عمل صالح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿مَنْ عَمِلْ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أَنَّىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (النحل: ۹۷)

”جو مرد اور عورت ایمان کی حالت میں نیک اعمال کرے تو یقیناً ہم اسے پاکیزہ زندگی سے نوازیں گے اور ان کے بہترین اعمال کا انہیں اجر و ثواب دیں گے۔“

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان اور عمل صالح کی بنیاد پر اس دنیا میں اچھی زندگی اور آخرت میں بہترین اجر و ثواب کا وعدہ کیا ہے۔ اس وعدے کا سبب واضح ہے کہ صحیح ایمان والوں کے پاس ایسے اصول و قوانین ہیں جن کی وجہ سے وہ خوشی کے موقع پر بے راہ روی اختیار نہیں کرتے اور حزن و غم کے حالات میں اسلامی اصولوں کے مطابق ان کا مقابلہ کرتے ہیں۔ وہ خوشی کے موقعوں پر شکر ادا کرتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں کو مفید جگہوں میں استعمال کرتے ہیں۔ اس

طرح اللہ کی دی ہوئی نعمتوں میں برکت ہوتی ہے اور وہ دیر پا بن جاتی ہیں۔ مزید یہ کہ شکر کرنے سے ثواب کی امید بھی ہوتی ہے۔ اس انداز سے مومن کی خوشی کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔

مومن ناپسندیدہ اور نقصان دہ چیزوں، غموں اور پریشانیوں کا مقابلہ اچھے انداز سے کرتا ہے۔ انہیں کم کرنے کی کوشش کرتا ہے اور ان پر صبر کرتا ہے۔ اس طرح اس کو نئے نئے تجربات حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ صبر کے نتیجہ میں اجر و ثواب کی امید بھی ہوتی ہے اور رفتہ رفتہ غموں کی جگہ پر خوشی اور اچھی امید جنم لیتی ہے۔ صحیح حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وضاحت اس طرح کی ہے:

((عَجَبًا لِمَا أَلْمُؤْمِنِ - إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءٌ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءٌ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ وَلَيْسَ ذَلِكَ يَأْخُذُ إِلَّا بِالْمُؤْمِنِ -))

(مسلم، کتاب الزہد، باب فی احادیث متفرقہ ص ۴۱۳ ج ۲)

”مومن کا معاملہ عجیب ہے۔ اس کے ہر معاملے میں بھلائی ہے۔ اس کو خوشی حاصل ہوتی ہے تو وہ شکر کرتا ہے تو یہ اس کے لیے خیر (کا باعث) ہے۔ اگر تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے یہ بھی اس کے لیے بہتر ہے۔ یہ صورت حال صرف مومن کے لیے ہے۔“ (کافر کو یہ چیز حاصل نہیں۔) اگرچہ نیک و فاجر اور مومن و کافر ہر ایک میں بہادری اور شجاعت کے جذبات ہوتے ہیں، جن سے خوف میں کمی آتی ہے اور مصائب و آلام برداشت

کرنے آسان ہو جاتے ہیں لیکن مومن اپنی قوت ایمانی، صبر، اللہ پر اعتماد و یقین اور ثواب کی نیت کے ساتھ ممتاز ہے، جس سے اس کی شجاعت و بہادری میں اضافہ ہوتا ہے۔ ڈر کے اثرات کم ہوتے اور مصائب کو برداشت کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنْ تَكُونُوا تَأْلَمُونَ فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمُونَ وَتَرْجُونَ مِنَ اللَّهِ مَا لَا يَرْجُونَ﴾ (النساء: ۱۰۴)

”اگر تمہیں تکلیف پہنچی ہے تو تمہاری طرح ان کو بھی تکلیف پہنچی ہے اور تم اللہ سے وہ امید رکھتے ہو جو وہ (کافر) نہیں رکھتے۔“

اللہ کی مدد اور اس کی خصوصی معیت کی وجہ سے ایمان والوں کا خوف دور ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَأَصْبِرُوا إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ﴾ (الانفال: ۴۶)

”اور صبر کرو۔ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔“

(۲) مخلوق کے ساتھ احسان

پریشانیاں، غم اور مصیبتیں دور کرنے کا ایک ذریعہ اللہ کی مخلوق کے ساتھ زبان، دل اور دیگر ذرائع کے ساتھ احسان اور خیر خواہی کرنا ہے۔ اللہ کی مخلوق کے ساتھ اچھا سلوک کرنے سے ہر اچھے اور برے آدمی کی پریشانیاں دور ہوتی

ہیں لیکن مومن کو اس سے وافر حصہ ملتا ہے، کیونکہ مومن کا یہ امتیاز ہے کہ وہ یہ کام اخلاص نیت اور اللہ ہی سے ثواب کی امید پر کرتا ہے، اسی بناء پر اللہ تعالیٰ اس کے لیے (مشکل ہونے کے باوجود) نیکی کرنا آسان کر دیتا ہے اور اس سے مصائب دور کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّنْ نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ وَمَن يَفْعَلْ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا﴾ (النساء: ۱۱۴)

”ان کی اکثر سرگوشیوں میں کوئی بھلائی نہیں مگر جو شخص صدقہ کرنے، نیکی کرنے یا لوگوں کے درمیان صلح کرانے کا حکم دے۔ جس نے اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے یہ کام کیے، ہم اسے عنقریب اجر عظیم سے نوازیں گے۔“

مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا ہے کہ یہ تمام کام اچھے اور خیر کے ہیں اور اچھے کام کرنے سے مزید خیر و برکت حاصل ہوتی اور شر دور ہوتا ہے اور اس بات سے مطلع فرمایا کہ ثواب کی نیت سے اچھے کام کرنے والے مومن کو اللہ بڑا اجر دے گا۔ اللہ کی طرف سے اجر و ثواب کا ایک انداز یہ بھی ہے کہ وہ آدمی کی پریشانیاں اور غم دور فرما دیتا ہے۔

[فائدہ: قرآن مجید میں مخلوق کے ساتھ حسن سلوک کی ترغیب دی گئی ہے۔

جنت کی نعمتوں کا تذکرہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ﴾ (الرحمن: ۶۰)

”احسان کا بدلہ احسان ہی ہے۔“

اس کا مفہوم یہ ہے کہ مخلوق کے ساتھ نیکی کرنے اور اطاعت و فرماں برداری کرنے کے صلے میں اللہ دنیا و آخرت کی دونوں نعمتوں سے نوازتا ہے۔

لوگوں کے ساتھ مہربانی اور شفقت سے پیش آنے کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَرْحَمُ اللَّهُ مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ)) (۱)

”اللہ اس پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا“

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمَنُ - اِرْحَمُوا مَنْ فِي الْاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ)) (۲)

”رحم کرنے والوں پر رحمن رحم کرتا ہے۔ تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان

والا تم پر رحم کرے گا۔“

(۳) تعمیر کا مومن میں مصروفیت

اعصاب شکن پریشانیوں اور ڈپریشن کا ایک علاج یہ ہے کہ آدمی کسی تعمیری

(۱) صحیح بخاری کتاب التوحيہ باب قل ادعوا للہ او ادعوا للرحمن صحیح مسلم کتاب الفتن کتاب باب رحمة

الصبيان والعيال (۲) جامع ترمذی کتاب البر والصلة باب ما جاء في رحمة الناس ص ۱۴ ج ۲۔ سنن ابی

داؤد کتاب الادب باب فی الرحمة ص ۳۲ ج ۲

کام یا مفید علم حاصل کرنے میں مصروف ہو جائے۔ اس سے آدمی کا ذہن پریشانی سے ہٹ کر دوسری طرف مائل ہو جائے گا اور یہ بھی ممکن ہے کہ پریشانی کے اسباب کا بوجھ ذہن سے بالکل اتر جائے اس کے ذہن کو سکون اور دل کو قرار نصیب ہو جائے۔ یہ بات بھی مومن اور کافر کے درمیان مشترک ہے کہ ہر انسان کو تعمیر اور مفید کام کرنے سے اطمینان و سکون حاصل ہوتا ہے لیکن مومن اپنے اخلاص، ایمان اور نیتِ ثواب کے سبب سب سے ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔ اسے عبادت میں تو ثواب کی توقع اور امید ہوتی ہی ہے اس کے علاوہ وہ دنیاوی کاموں میں بھی اچھی نیت کرتا ہے اور دنیاوی معاملات سرانجام دے کر اللہ کی اطاعت پر مدد حاصل کرتا ہے۔

یہ طریقہ بھی پریشانیوں اور غموں کو دور کرنے کا بہت بڑا ذریعہ بنتا ہے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ آدمی ایسے کاموں میں مصروف ہو جن میں اسے دل چسپی اور شوق ہو۔ اس سے مقاصد میں کامیابی کے زیادہ امکانات ہیں۔ مناسب طبع کام نہ ہو تو پریشانی کم ہونے کی بجائے زیادہ بھی ہو سکتی ہے۔

(۴) محنت کریں اور تاخیر نہ کریں

پریشانیوں سے بچنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ آدمی ماضی کے فکر اور مستقبل کے خوف سے بے نیاز ہو کر اپنا وقتی کام پوری دل جمعی اور تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر سرانجام دے۔ اسی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فکر اور حزن سے پناہ مانگی ہے۔

[فائدہ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیا کرتے تھے:

((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعُزْوِ الْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَضَلَعِ الدِّينِ وَفَهْرِ الرَّجَالِ)) (۱)

”اے اللہ میں تیری مدد کے ساتھ فکر، غم، عاجزی، سستی، بزدلی، کج نوی، قرضے کے بوجھ اور مردوں کے غلبے سے پناہ مانگتا ہوں۔“]

حزن و غم گزرے ہوئے ان احوال و واقعات پر ہوتا ہے جنہیں دور کرنا ممکن نہ ہو یا ان اچھے کاموں پر ہوتا ہے جن کے رہ جانے پر آدمی ان کی تلافی نہ کر سکتا ہو۔

ہَمّ (فکر) مستقبل کے کسی خوف کی وجہ سے ہوتا ہے۔

چنانچہ آدمی کو اپنے آج کے لیے محنت اور کوشش کرنی چاہیے۔ حالاتِ حاضرہ کی اصلاح اور فکرِ امروز کے لیے جمعِ خاطر سے ہی غم دور ہوں گے اور اطمینان حاصل ہوگا۔ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا کرتے تو اللہ کی رحمت سے پر امید ہو کر مدد طلب کرتے اور عملی طور پر محنت و کوشش کرتے۔

آپ دوسروں کو صرف دعا کرنے کی رغبت نہ دلاتے، بلکہ فائدہ مند چیزوں کے حصول کے علاوہ نقصان دہ چیزوں سے بچنے کے لیے بھی عملی جدوجہد کی تاکید فرماتے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کا یہ مطلب قطعاً نہیں کہ آدمی محنت ترک کر دے۔

(۱) بخاری، کتاب الدعوات، باب الاستعاذۃ من الھن والخل، ص ۹۳۲ ج ۲۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((احسب من عصى ما يَفْعَلُكَ وَاسْتَعِزْ بِاللّٰهِ وَلَا تَعِجْزْ، وَإِذَا أَصَابَكَ
شَيْءٌ فَقَالَ لَوْ أَنِّي فَعَلْتُ كَذَا كَانَ كَذَا وَكَذَا وَلَكِنْ قُلْ: قَدَرٌ
مِّنْ عَمَلِي فَإِنْ لَوْ تَفَتَّحُ عَمَلُ الشَّيْطَانِ -))

(صحیح مسلم کتاب القدر باب الایمان بالقدر)

تصور کیجئے کہ آدمی دنیاوی چیزوں کی شدید خواہش کرو اور ان کے حصول کے
لیے اللہ سے مدد طلب کرو اور عاجز ہو کر بیٹھ نہ جاؤ۔ کوئی نقصان ہو جائے
تو یہ نہ کہو: اگر میں ایسا کرتا تو ایسا ہو جاتا۔ (یعنی میں نقصان سے بچ
جاتا) بلکہ یہ کہو ”اللہ کی تقدیر ہے اللہ نے جو چاہا وہ کر دیا۔“ (تقدیر پر
اعتراض کے انداز میں) ”اگر“ کے ساتھ بات کرنے سے شیطانی کام
شروع ہو جاتے ہیں۔“

بہر حال آدمی کو اپنے مقاصدِ حسنہ کی تکمیل کے لیے سنجیدگی کے ساتھ محنت
کرنی چاہیے۔ اس سے آدمی پریشانیوں سے بچے گا اور اصل مقصد میں بھی
کامیاب ہوگا۔

(۵) اللہ کا ذکر

دل کے اطمینان اور سکون کے لیے بہت بڑا ذریعہ ”اللہ کی یاد“ ہے۔ شرح
صدر اور سکونِ قلب کے لیے اللہ کا ذکر بہت مؤثر نسخہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿أَلَا يَذْكُرُ اللّٰهُ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ﴾ (الرعد: ۲۸)

”سنو اللہ کی یاد ہی سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔“

[فائدہ: اللہ کا ذکر کرنے کی اہمیت و ضرورت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ کافروں کے ساتھ قتال کے موقع پر جب کٹھن ترین اور اعصاب شکن حالات ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کی تلقین کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (الانفال: ۴۵)

”اے ایمان والو! جب تم کافروں سے ملو تو ثابت قدم رہو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔“

(۶) تحدیثِ نعمت

اللہ تعالیٰ کی ظاہری اور باطنی نعمتوں کو یاد رکھنے اور بیان کرنے سے بھی تمام غم اور پریشانیاں دور ہو جاتی ہیں۔

[فائدہ: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جس جگہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تیبی کے بعد جگہ دینے، رہنمائی کرنے اور فقیہی کے بعد تو گمر بنانے کا ذکر کیا، وہاں بعد میں فرمایا:

﴿وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾ (الضحیٰ: ۱۱)

”اور اپنے رب کی نعمت بیان کرو!“

نعمتوں کو بیان کرنے سے اللہ کے حکم پر عمل ہوگا، نعمتوں کی یاد دہانی ہوگی اور ان کی شکرگزاری کا داعیہ پیدا ہوگا۔ اللہ کی نعمتیں یاد کرنے کے ساتھ ساتھ اگر

آدمی نعمتوں اور مصائب و آلام کا موازنہ اور مقابلہ کرے تو یقیناً اس نتیجے پر پہنچے گا کہ نعمتوں کے مقابلے میں مصیبتوں کی کوئی حیثیت ہی نہیں اور یا اور ہے مصیبتوں پر صبر و رضا کی حلاوت اور چاشنی سے ان کی کڑواہٹ کو دور کیا جاسکتا ہے۔

(۷) اپنے سے کمتر کو دیکھنا

مصائب و آلام اور آزمائش کے ایسے ہی مواقع کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ رہنمائی فرمائی ہے کہ:

((اَنْظُرْ وَاِلَى مَنْ هُوَ اَسْفَلُ مِنْكُمْ وَلَا تَنْظُرُوا اِلَى مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ فَانَّهُ اَجْدَرُ اَنْ لَا تَزْدَرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ)) (۱)

”اپنے سے کم حیثیت والے کی طرف دیکھو اور اوپر والے کی طرف نہ دیکھو۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ تم اللہ کی نعمت کو اپنے اوپر حقیر نہ سمجھو گے۔“

[فائدہ: یہاں یہ بات قابل توجہ ہے کہ ”کم حیثیت“ سے مراد دنیاوی اور مالی حیثیت ہے۔ کم تر دینی حیثیت نہیں چنانچہ میرے استاد محترم مولانا حافظ عبد السلام بھٹوی حفظہ اللہ کتاب الجامع (از بلوغ المرام) میں مذکورہ حدیث کی تشریح بڑے خوبصورت انداز سے فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں:

فوائد: (۱) اگر کوئی شخص انہی لوگوں کی طرف دیکھے جنہیں دنیا کی نعمتیں اس سے زیادہ دی گئی ہیں تو خطرہ ہے کہ اس کے دل میں خالق کا شکوہ پیدا ہو جائے یا اس شخص پر حسد پیدا ہو جائے اور یہ دونوں چیزیں اس کی

(۱) صحیح بخاری کتاب الرقاق باب لينظر الى من هو اسفل منه ولا ينظر الى من فوقه ص ۶۹۲ ج ۲ صحیح مسلم

کتاب الرہاب فليُنظر الى الدنيا الى من هو اسفل منه ص ۴۰۷ ج ۲ (یا الفاظ مسلم کے ہیں)

بربادی کا باعث ہیں۔ حدیث میں اسی کا علاج بتایا گیا ہے۔ جب وہ ان لوگوں کو دیکھے گا جو دنیاوی نعمتوں میں اس سے بھی نیچے ہیں، تو اس کا دل خالق کے شکر، اپنی حالت پر صبر و قناعت اور دوسرے بھائیوں پر رحم سے بھر جائے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کو حقیر نہیں جانے گا۔

(۲) اپنے سے نیچے سے مراد وہ ہے جو دنیاوی نعمتوں میں اس سے کمتر ہے۔ اگر تندرست ہے تو بیماری میں مبتلا لوگوں کی طرف دیکھے، اس سے اسے اللہ کی عطا کردہ صحت پر شکر کی نعمت حاصل ہوگی۔ اگر بیمار ہے تو انہیں دیکھے جو اس سے بھی زیادہ بیمار ہیں بلکہ ان کے اعضاء ہی نہیں ہیں، وہ اندھے، بہرے، لنگڑے یا کوڑھی ہیں۔ اس سے اسے اپنی عافیت کی قدر معلوم ہوگی۔ اگر تنگ دست ہے تو انہیں دیکھے جو اس سے بھی بڑھ کر فقیر ہیں جنہیں محتاجی نے سراسر ذلیل کر دیا ہے۔ یا وہ قرض کے خوفناک بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں۔ غرض دنیا کی کسی آزمائش میں مبتلا ہوا اسے اپنے سے بڑھ کر مصیبت میں مبتلا لوگ ہزاروں کی تعداد میں مل جائیں گے، ان کے حال پر غور کرے گا تو اسے شکر، صبر اور قناعت کی نعمت حاصل ہوگی۔

(۳) دین کے معاملات میں ہمیشہ ان لوگوں کو دیکھے جو اس سے اوپر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ) (مطففين: ۲۶) ”اور اسی (جنت) میں ہی ایک دوسرے سے بڑھ کر رغبت کریں وہ لوگ جو ایک دوسرے کے مقابلے میں کسی چیز میں رغبت

کرتے ہیں۔“ اور فرمایا: (فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ) (ماندہ: ۴۸)

”پس نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھو۔“

جب نعمتوں میں اپنے سے کمتر لوگوں کو اور نیکیوں میں اپنے سے بالاتر لوگوں کو دیکھے گا، تو پہلی نظر سے اللہ کی نعمتوں پر شکر کرے گا اور اللہ پر خوش ہو جائے گا اور دوسری نظر سے اسے اپنی کوتاہیوں کا احساس ہوگا، پروردگار کے سامنے حیا کی وجہ سے انتہائی عجز اختیار کرے گا اور ندامت کے احساس سے گناہوں سے تائب ہو کر اپنے سے بالاتر لوگوں کی صف میں شامل ہونے کی کوشش کرے گا۔“ (شرح کتاب الجامع ص: ۳۰-۳۱)

انسان جب اس انداز سے لوگوں پر نظر ڈالے گا تو اس کو احساس ہوگا کہ وہ صحت و تندرستی اور مال و دولت اور رزق کی فراخی میں اللہ کی بہت سی مخلوق سے بہتر ہے۔ اس سے آدمی کی پریشانی اور قلق دور ہوگا اور خوشی و مسرت کے جذبات جنم لیں گے۔ انسان اللہ کی ظاہر و باطن اور دین و دنیا کی نعمتوں پر جس قدر زیادہ غور کرے وہ لازماً اس نتیجے پر پہنچے گا کہ اس کے پروردگار نے تو اسے بے شمار نعمتوں سے نواز رکھا ہے، جب کہ دوسری طرف بہت سی مصیبتوں سے بچا بھی رکھا ہے۔ اس سوچ سے یقیناً اس کے غم غلط ہوں گے۔

(۱۰) ماضی کی تلخ یادیں فراموش کرنا

خوشی اور قرار حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کے اسباب و ذرائع اجنائے جائیں، جب کہ غموں کو دور کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ان کے اسباب

دور کرنے کی کوشش کی جائے۔ اور یہ اس طرح ہوگا کہ گزشتہ ناپسندیدہ واقعات و حالات کو طاق نسیان میں ڈال دیا جائے، ان کی طرف توجہ نہ کی جائے، بلکہ آدمی کے شعور میں یہ بات ہونی چاہیے کہ ان کے متعلق سوچنا بے کار اور عبث ہے اور ایسا بے مقصد اور بے فائدہ کام احمق اور بے وقوف لوگ ہی کرتے ہیں، اسی طرح آئندہ آنے والے موہوم خطرات اور خیالی فقر و فاقے کو آدمی اپنے قریب نہ آنے دے اور یقین رکھے کہ آئندہ کے معاملات اللہ خالق و مالک اور عزیز و حکیم کے ہاتھ میں ہیں۔ بندوں کے اختیار میں کچھ نہیں۔ وہ اللہ کے فیصلے کے بغیر کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے اور نہ ہی نفع دے سکتے ہیں۔

[فائدہ: یہ سوچ پختہ کرنے کے لیے درج ذیل حدیث پر غور فرمائیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ

وسلم کے پیچھے سواری پر بیٹھا ہوا تھا کہ آپ نے فرمایا:

((يَا غُلَامُ! إِنِّي أَعْلِمُكَ كَلِمَاتٍ: احْفَظِ اللَّهَ يَحْفَظْكَ، احْفَظِ اللَّهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ۔ إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللَّهَ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ لَكَ، وَإِنْ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ لَكَ۔))

(ترمذی ابواب القیامہ باب 'ص ۷۳ ج ۲ مسند احمد ص ۲۹۲ ج ۱۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے

اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔)

”اے لڑکے! میں تجھے چند باتیں سکھاتا ہوں اللہ (کے احکام) کی حفاظت

کر، وہ تیری حفاظت کرے گا۔ تو اللہ (کے احکام) کی حفاظت کر، تو اسے اپنے سامنے پائے گا۔ جب مانگنا ہو تو صرف اللہ سے مانگ، جب مدد طلب کرنی ہو تو اللہ سے طلب کر اور جان لے کہ امت اگر تجھے کسی چیز کا فائدہ دینے کے لیے اکٹھی ہو جائے تو اس کے سوا تجھے فائدہ نہیں دے سکتی، جو اللہ نے تیرے لیے لکھ دیا ہے اور اگر کوئی نقصان پہنچانے پر اکٹھی ہو جائے، تو تمہیں اس کے سوا کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی جس کا اللہ نے تیرے لیے پہلے سے فیصلہ کیا ہوا ہے۔“ [

انسان اچھی چیزوں کے حصول اور بری چیزوں سے بچنے کی صرف محنت اور کوشش ہی کر سکتا ہے جو اسے جاری رکھنی چاہیے۔

جب آدمی اللہ پر اعتماد اور یقین کرتے ہوئے آنے والے موہوم خطرات کے متعلق سوچنے اور فکر کرنے سے اپنے آپ کو روکے گا تو اسے دلی اطمینان نصیب ہوگا اور پریشانیاں کا فور ہوں گی۔

(۹) اللہ سے دعا کرنا

آئندہ حالات پر غور و فکر کرتے ہوئے مفید ترین چیز یہ ہے کہ اللہ سے دعا کی جائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان الفاظ سے دعا کیا کرتے تھے:

((اللَّهُمَّ أَصْلِحْ لِي دِينِي الَّذِي هُوَ عِصْمَةُ أَمْرِي، وَأَصْلِحْ لِي دُنْيَايَ الَّتِي فِيهَا مَعَاشِي، وَأَصْلِحْ لِي آخِرَتِي الَّتِي إِلَيْهَا مَعَادِي، وَاجْعَلْ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِي فِي كُلِّ خَيْرٍ، وَالْمَوْتَ رَاحَةً لِي مِنْ كُلِّ شَرٍّ.)) (صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فی الادعیہ ص ۳۳۹ ج ۲)

”اے اللہ! میرے لیے میرا دین درست کر دے جو میرے معاملات کی حفاظت کا ذریعہ ہے، میری دنیا ٹھیک کر دے جس میں میری معاش ہے، میری آخرت بہتر کر دے جہاں میرا لوٹنا ہے اور میری زندگی کو ہر قسم کی خیر و بھلائی میں اضافے کا ذریعہ بنا اور موت کو ہر طرح کے شر سے بچاؤ کا سبب بنا۔“

ایسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی:

((اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ اَرْجُوْ فَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرَفَةً عَيْنٍ وَّاَصْلِحْ لِيْ شَأْنِيْ كُلَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ۔)) (۱)

”اے اللہ! میں تیری رحمت ہی کی امید رکھتا ہوں، پس مجھے آنکھ جھپکنے کے بقدر بھی میرے سپرد نہ کر اور میرے سب حالات کو درست کر دے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔“

جب آدمی خلوص نیت اور ذہن کی حاضری سے مذکورہ دعا کرے گا، اللہ کے سامنے عاجزی و انکساری کا اظہار کرے گا اور دعا کرنے میں محنت سے کام لے گا تو اللہ ضرور اس کی دعا قبول کرے گا اور اس کی امیدوں کو حقیقت کی شکل دے گا اور غموں کو خوشیوں میں تبدیل کرے گا۔

[فائدہ: قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ دعا کرنے سے اللہ اپنے بندوں کی پریشانیاں دور کرتا اور ضرورتیں پوری کرتا ہے۔ ایوب علیہ السلام نے دعا کی تو

(۱) سنن ابی داؤد کتاب الادب، باب ما یقول اذا اصبح ص ۳۳۷ ج ۲۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی بیماری دور کر دی۔ ذکر یا علیہ السلام نے اللہ سے التجا کی تو اللہ تعالیٰ نے بڑھاپے میں ان کو بیٹا عنایت کر دیا۔ ابراہیم علیہ السلام کو بھی دعا کے نتیجے میں بڑھاپے میں اولاد کی نعمت سے نوازا گیا۔ موسیٰ علیہ السلام بادشاہ کے خوف سے مصر سے بھاگے، دیارِ غیر میں پہنچے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ٹھکانا دیا اور شادی کا انتظام بھی کر دیا۔]

(۱۰) بدترین حالت کا تصور

مصائب و آلام سے لاحق ہونے والی پریشانیوں کو کم اور ہلکا کرنے کے لیے ایک انتہائی مفید طریقہ یہ ہے کہ انسان ممکنہ بدترین حالت کا تصور کرے اور اپنے آپ کو اس کا عادی بنانے کی مشق کرے اور ساتھ ساتھ ذہن ہلکا کرنے اور غم غلط کرنے کی کوشش بھی کرے۔ اس طرح ممکنہ حد تک اس کی پریشانیاں بھی دور ہوں گی اور خوشیاں بھی حاصل ہوں گی۔

[فائدہ: اگر انسان بیمار ہے تو سوچے کہ اس سے زیادہ بیماری بھی آسکتی تھی۔ فقر و فاقہ میں مبتلا ہو تو اس سے زیادہ محتاجی اور فقیری کا خیال ذہن میں لائے۔ اگر آدمی کسی ایک عضو (ہاتھ پاؤں یا آنکھ وغیرہ) سے (أَعَاذَنَا اللَّهُ مِنْ ذَلِكَ) محروم ہے تو ان لوگوں کی طرف دیکھے جن کے دونوں عضو ناقص یا ضائع ہو گئے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مصیبت زدہ کو دیکھ کر یہ دعا پڑھنے کی تلقین کی ہے:

((الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي عَافَانِي مِمَّا ابْتَلَا بِكَ بِهِ وَفَضَّلَنِي عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفَضُّلاً)) (صحیح الترمذی: ۱۵۳/۳)

”تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے اس مصیبت سے محفوظ رکھا“
جس میں اس نے تجھے مبتلا کیا اور اس نے مجھے اپنی بہت سی مخلوق پر
فضیلت دی۔“

مذکورہ دعا پڑھنے کی تلقین کا ایک مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کو اپنے سے
بری حالت والے پر غور و فکر کا موقع ملے گا اور آدمی اللہ کی حمد کے کلمات ادا کرے
گا۔ بہر حال بری ترین حالت کے تصور سے اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کا جذبہ
پیدا ہوگا اور مصیبت پر صبر و رضا کا داعیہ پیدا ہوگا۔]

(۱۱) دل کو مضبوط رکھنا

دل اور بدن کی بیماریوں کا ایک مؤثر علاج یہ ہے کہ آدمی اپنے دل کو
مضبوط کر کے رکھے اور اوہام و خیالات سے متاثر نہ ہو۔ آدمی اگر برے حالات
پیدا ہونے اور اچھی چیزوں کے چھن جانے کی خواہ مخواہ توقع رکھے اور محض بے
بنیاد خیالات کی پیروی کرنے لگے تو ڈپریشن اور اعصابی تباہی کا شکار ہو جاتا ہے
جس کا مشاہدہ اور تجربہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں افراد کر چکے ہیں۔

(۱۲) اللہ پر توکل

اللہ پر بھروسہ اور اعتماد کرنے، اس کے فضل کی امید رکھنے اور وہم و خیال
سے خلاصی پالنے سے آدمی تمام پریشانیوں سے محفوظ رہتا ہے اور بہت سی جسمانی
اور قلبی بیماریوں سے بچ جاتا ہے اور غیر محسوس طریقے سے انسان کی زندگی اور اس
کے دل و دماغ راحت و اطمینان اور مسرت و شادمانی کا گہوارہ بن جاتے ہیں۔

آج کتنے ہسپتال نفسیاتی مریضوں سے بھرے ہوئے ہیں اور بڑے بڑے بحیم و جسیم اور طاقتور لوگ بہت سے نفسیاتی اور اعصابی امراض کے سبب موت کی دہلیز پر دستک دے رہے ہیں جب کہ اللہ ہی ان سے بچانے والا ہے چنانچہ ایسی صورت میں انسان اپنے تمام مسائل و وسائل میں اسی پر توکل کرے۔

اللہ نے فرمایا:

﴿وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ﴾ (الطلاق: ۳)

”جو اللہ پر اعتماد کرے تو وہ اسے کافی ہو جائے گا۔“

[فائدہ: اللہ تعالیٰ نے مختلف طریقوں اور حوالوں سے اہل ایمان کو توکل کا حکم ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ﴾ (ابراہیم: ۱۱)

”ایمان والوں کو صرف اللہ پر اعتماد کرنا چاہیے۔“

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے توکل علی اللہ کی اہمیت ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے:

((لَوْ أَنَّكُمْ تَتَوَكَّلُونَ عَلَى اللَّهِ حَقَّ تَوَكُّلِهِ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ تَغْلُو حِمَاصًا وَتَرُوحُ بِطَانًا۔))

(جامع الترمذی، کتاب الزہد، باب ماجاء فی الزہادة فی الدنیا۔ علامہ

البانیؒ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔)

”اگر تم اللہ پر اس طرح توکل کرو جس طرح توکل کرنے کا حق ہے تو وہ

تمہیں اس طرح رزق دے گا جیسے وہ پرندوں کو رزق دیتا ہے۔ وہ صحیح

خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو بھرے پیٹ واپس آتے ہیں۔“
 دیکھا گیا ہے کہ دنیا میں کسی کا تعلق کسی بڑے آدمی کے ساتھ ہو جائے تو وہ
 پھولا نہیں سماتا اور وہ اپنے دشمن سے اپنے آپ کو محفوظ تصور کرنے لگ جاتا ہے
 اگر کسی بندے کا تعلق اپنے خالق و مالک کے ساتھ ہو جائے تو کیا اسے اس سے
 پُر امید نہیں ہونا چاہیے اور اسے خود کو ہر قسم کے شر نقصان اور پریشانی سے مامون
 و محفوظ خیال نہیں کرنا چاہیے؟ ہر چیز پر تصرف اللہ ہی کا ہے اس کائنات کے تمام
 وسائل و ذرائع اور اسباب اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ وہ چاہے تو چھوٹے
 چھوٹے پرندوں سے ہاتھی والوں کو مروا دے۔ جب اس کا حکم ہو تو وہ اپنے
 بندے ابراہیم کے لیے آگ کو گلزار بنا دے جب وہ کرنے پر آئے تو دریا کی
 موجوں کو روک کر خشک راستے بنا دے اور چاہے تو ان راستوں میں دوبارہ پانی
 جاری کر کے فرعونوں کو غرق کر دے۔ اس عظیم و قدیر اور رحمن و رحیم ذات پر توکل
 و اعتماد آدمی کے لیے فرحت و مسرت کا ذریعہ ہونا چاہیے۔]

جو آدمی اللہ پر قوی اعتماد کرے اور اس کے وعدوں پر یقین رکھے تو اللہ اس
 کی تنگی کو آسانی، غم کو خوشی اور خوف کو امن و سکون میں تبدیل کر دیتا ہے۔
 ہم اللہ سے صحت و عافیت اور اس کے فضل و احسان کا سوال کرتے ہیں۔
 (۱۳) محاسن پر نظر رکھنا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

((لَا يَفْرُكُ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً إِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا خُلُقًا))

آخر۔)) (مسلم کتاب الرضاع باب الوصیۃ بالنساء ص ۵۷۷ ج ۱)
 ”کوئی مومن آدمی (اپنی) مومنہ (بیوی) سے بغض نہ رکھے (کیونکہ)
 اگر اس کی ایک عادت ناپسند ہوگی تو دوسری پسندیدہ ہوگی۔“
 اس حدیث میں بیوی، رشتہ دار، دوست، ملازم اور ہر تعلق دار کے متعلق
 رہنمائی ہے کہ اپنے ذہن میں یہ بات اچھی طرح بٹھائیں کہ ان میں لازمی طور پر
 کوئی نہ کوئی عیب یا نقص ہوگا جو آپ کو ناپسند ہوگا آپ ان کے ساتھ تعلق قائم
 رکھنے کے لیے اس پہلو پر غور کریں کہ ان میں خوبیاں کون کون سی ہیں۔ عیوب و
 نقائص سے چشم پوشی کر کے اور محاسن کو اہمیت دے کر مودت و محبت کا تعلق بہر حال
 قائم رکھا جاسکتا ہے۔

[فائدہ: عربی میں ایک مثل مشہور ہے:

((إِنْ لَمْ تُغْضِ عَلَى الْقَذَى لَمْ تَرْضَ أَبَدًا.))
 ”اگر آپ (دوسروں کی غلطیوں سے) چشم پوشی نہیں کریں گے تو کبھی
 خوش نہیں رہ سکتے۔“]

کئی بلند ہمت قسم کے لوگ بڑے بڑے مصائب پر صبر کر لیتے اور اپنے آپ
 کو مطمئن کر لیتے ہیں لیکن معمولی اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر بے صبری کا مظاہرہ بھی
 کرتے ہیں اور آپ سے باہر ہو جاتے ہیں۔ یاد رہے کہ ایسے افراد زندگی میں
 کوئی خوشحالی نہیں دیکھ سکتے بلکہ مسلسل اس رویے کی وجہ سے ان کی ساری زندگی
 مکدر ہو جاتی ہے۔ عقل مند اور دانا آدمی وہ ہے جو خود کو ہر قسم کے حالات کا عادی

بناتا ہے اور ہر چھوٹے اور بڑے معاملے میں حزم و احتیاط اور صبر سے کام لیتا ہے۔ اس طرح وہ اپنے معاملات حل کر کے پریشانیوں سے بچ کر پُر سکون زندگی گزارتا ہے۔

(۱۴) اس مختصر زندگی کو غنیمت جانئے!

ہر سمجھ دار آدمی اچھی طرح جانتا ہے کہ سعادت و اطمینان والی زندگی ہی صحیح اور اصل زندگی ہے اور چونکہ یہ بہت مختصر زندگی ہے۔ لہذا غموں اور پریشانیوں میں مستغرق رہ کر اسے مزید کم نہیں کرنا چاہیے۔ زندگی کے جولہات تفکرات اور غموں کی نذر ہو گئے، وہ اصل اور صحیح زندگی سے منہا ہو گئے اور اصل زندگی کم رہ گئی۔ یہ اندازِ فکر ہر نیک و بد کے لیے فائدہ مند ہو سکتا ہے مگر مومن تو اس سوچ میں بڑا پختہ ہوتا ہے اور اسی وجہ سے وہ جلد یا بدیر بہت سے فوائد و منافع سے بہرہ مند ہوتا رہتا ہے۔

(۱۵) لوگوں کی باتوں پر کان نہ دھریں!

یہ بات خوب ذہن نشین کر لیں۔ اور یہ آپ کے لیے مفید بھی ہوگی۔۔۔ کہ کوئی شخص آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا، بالخصوص لوگوں کی بدزبانی اور بدکلامی خود ان کے لیے تو نقصان دہ ہو سکتی ہیں لیکن آپ کے لیے نہیں۔ جب آپ انہیں اور ان کے ناپسندیدہ رویوں کو اپنے ذہن پر سوار کریں گے اور ان کے بارے میں متفکر رہیں گے تو یہ باتیں گفتگو کرنے والوں کے لیے نقصان دہ ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کے لیے بھی ضرر رساں ہوں گی۔

جب آپ ان پر کوئی توجہ نہیں دیں گے تو آپ ان کے ضرر سے محفوظ رہیں گے۔

[فائدہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:

﴿وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا﴾ (الفرقان: ۶۳)

”جب جاہل (بے علم اور جذباتی قسم کے لوگ) ان سے مخاطب ہوتے

ہیں تو وہ سلامتی والی بات کہتے ہیں۔“

مفہوم یہ ہے کہ رحمن کے بندے کسی جاہل سے خود تو کلام کی ابتدا کرتے ہی نہیں البتہ جاہل اگر بات کریں تو اللہ والے ان کی باتوں سے پریشان نہیں ہوتے اور ان کی باتوں میں الجھ کر اپنا قیمتی وقت ضائع نہیں کرتے بلکہ ان سے صرف نظر کرتے ہوئے اپنا تعمیری کام اور گفتگو جاری رکھتے ہیں۔

ایک عربی شاعر نے کہا ہے:

وَلَقَدْ أَمَرْتُ عَلَى اللَّيْمِ يُبْنِي

فَمَضَيْتُ ثُمَّ قُلْتُ لَا يَعْنِينِي

”میں ایک کینے کے پاس سے گزرتا ہوں جو مجھے گالیاں دے رہا ہوتا

ہے۔ تو میں وہاں سے گزرتے ہوئے دل میں کہتا ہوں وہ مجھے نہیں کسی

اور کو گالیاں دے رہا ہوگا۔“

کسی کی غلط اور غیر اخلاقی باتوں کا جواب نہ دینا بعض اوقات اس کے لیے سواہن روح بن جاتا ہے۔ وہ بیچ و تاب کھاتا اور اندر ہی اندر کڑھتا رہتا ہے۔

ایک شاعر نے کہا ہے:

وَلَلْكَفِّ عَنْ شَتْمِ اللَّيْمِ تَكْرُمًا

أَصْرُلُهُ مِنْ شَتْمِهِ حِينَ يُشْتَمُ

”اپنی عزت بچاتے ہوئے کمینے کو گالی دینے سے رک جانا“ اس کے لیے

اسے گالی دینے سے زیادہ تکلیف دہ ہے۔“

(۱۶) سوچ پر پہرہ بٹھائیں!

خوب اچھی طرح جان لیں کہ آپ کی زندگی آپ کے افکار و نظریات کے تابع ہے۔ اگر یہ افکار و نظریات دین و دنیا کے لحاظ سے آپ کے لیے مفید ہیں تو آپ کی زندگی پاکیزہ اور سعادت مند ہے۔ ورنہ خطرہ ہے کہ منفی غلط اور بے کار سوچ اور فکر آپ کی زندگی کو مکدر کر دے گی۔ لہذا وقتاً فوقتاً اپنے نظریات کا جائزہ لیتے رہیں۔

(۱۷) بدلے کی امید صرف اللہ سے

غموں سے بچنے کا ایک انتہائی مؤثر طریقہ یہ ہے کہ آپ اپنے آپ کو اس بات کا عادی بنائیں کہ کسی سے احسان کر کے اس کا بدلہ صرف اللہ سے طلب کرنا ہے۔ کسی کی احسان مندی اور شکرگزاری کا خیال دل سے نکال دیں۔ آپ کے حسن سلوک کا اصل تعلق تو اللہ کے ساتھ ہے اور وہ بہترین قدر کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کے متعلق فرمایا ہے کہ:

﴿إِنَّمَا نُنْطَعِمُكُمْ لَوْ جِهَ اللَّهُ لَا نُزِيْدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكْرًا﴾

(الدھر: ۹)

”ہم تو صرف اللہ کے چہرے (کے دیدار) کے لیے تمہیں کھانا کھلاتے ہیں۔ ہم تم سے کسی بدلے یا شکرگزاری کا ارادہ نہیں رکھتے۔“

[فائدہ: اہل و عیال اور قریبی رشتہ داروں کے معاملے میں تو خصوصی طور پر یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے۔ آپ ان کی تکلیفیں رفع کریں اور انہیں خوب آرام پہنچائیں اور یہ بات اچھی طرح اپنے ذہن میں بٹھائیں کہ ”إِنْ أَجْرِي إِلَّا عَلَى اللَّهِ“ میں نے اس کا اجر و ثواب اللہ سے حاصل کرنا ہے۔

اگر آپ ان کے ساتھ شکر و جزا کی امید وابستہ کریں مگر وہ آپ کی امید پر پورا نہ اترے تو آپ کو پریشانی ہوگی اور آپ کا کبیدہ خاطر ہونا لازمی امر ہوگا۔]

(۱۸) پابندی وقت

ہر کام وقت پر کرنے سے آدمی آسودہ حال رہتا ہے۔ اپنے زمانہ حال کو اشغال و اعمال میں مصروف رکھ کر مستقبل کو فارغ بھی رکھا جاسکتا ہے اور ذہن سے اعصابی دباؤ بھی کم کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ اگر آپ وقت پر کام مکمل نہیں کریں گے تو پہلے اور بعد والے بہت سے کام جمع ہو جائیں گے۔ جس سے ذہن پر بوجھ بڑھے گا۔ بہت سے کام اکٹھے کرنے سے عموماً ان میں کمی بھی رہ جاتی ہے اور یاد رکھیے کہ آدمی دل جمعی، توجہ اور مکمل قوت فکر و عمل کے ساتھ اسی وقت کام سرانجام دے سکتا ہے جب ہر کام اس کے ٹھیک وقت پر کیا جائے۔ کسی دانائے

درست کہا ہے کہ: ”وقت کا پابند ہر قید سے آزاد ہے۔“

(۱۹) میلانِ طبع کے مطابق کام کرنا

زیادہ اہمیت اور فائدے والے کام کا انتخاب کرنا زیادہ مناسب ہے۔ اپنی رغبت اور میلان کے مطابق کام کا چناؤ کریں۔ طبیعت کے خلاف کام کرنے سے اکتاہٹ اور پریشانی پیدا ہو سکتی ہے۔ کام شروع کرنے سے پہلے خوب غور و فکر کریں، اس کے نفع اور نقصان کا اچھی طرح جائزہ لیں، پھر کام سرانجام دیں۔ اس طرح بھی آپ بہت سی پریشانیوں سے بچ جائیں گے۔

(۲۰) مشورہ کرنا

اپنے ذاتی معاملات میں کسی خیر خواہ، دین دار اور سمجھ دار شخص سے مشورہ کریں۔ مشورے سے دوسرے عقل مند لوگوں کے تجربات سے فائدہ اٹھانے کا موقع ملتا ہے، انسان کو سوچ بچار کرنے کے لمحات میسر آتے ہیں، صحیح اور درست رائے تک رسائی آسان ہو جاتی ہے۔ اپنی مرضی اور جلد بازی کے نتیجے میں کیے ہوئے کام میں خیر و برکت کم، جب کہ نقصان اور پریشانی کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔ [مشورے کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مشورہ کرنے کا حکم دیا۔ حالانکہ آپ کے پاس اللہ کی طرف سے وحی آتی تھی۔ اللہ نے فرمایا:

﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ﴾

(آل عمران: ۱۵۹)

www.KitaboSunnat.com

”(اے نبی)۔۔۔ اور معاملے میں ان سے مشورہ کرو۔ پس جب (کسی کام کا) عزم کر لو تو اللہ پر بھروسہ کرو۔“ (اور کام کر گزرو)۔
ایمان والوں کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
﴿وَأْمُرْهُمْ شُورَىٰ يَتَذَكَّرُونَ﴾ (الشوری: ۳۸)
”ان کے معاملات آپس میں مشورے سے طے ہوتے ہیں۔“
وصلی اللہ وسلم علی نبینا محمد والہ واصحابہ اجمعین

قابل توجہ چند احادیث رسول ﷺ

✓ جس نے شرک کیا اور (توبہ کے بغیر) فوت ہو گیا، وہ آگ میں داخل ہوگا۔

(صحیح بخاری)

✓ آدمی اور کفر و شرک کے درمیان فرق نماز چھوڑنے سے ہے (صحیح مسلم)

✓ صدقہ مال کو کم نہیں کرتا۔ معاف کرنے سے اللہ عزت میں اضافہ ہی کرتا ہے۔

جو اللہ کے لیے عاجزی و انکساری اختیار کرے، تو اللہ اسے بلند کرتا ہے۔

(صحیح مسلم)

✓ جس نے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے

، اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (بخاری و مسلم)

✓ صبح یا شام اللہ کے راستے میں نکلنا دنیا اور اس کی تمام چیزوں سے بہتر ہے۔

(بخاری و مسلم)

✓ جس نے دن میں سو مرتبہ ”سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ“ کہا اس کے گناہ سمندر

کی جھاگ کے برابر بھی ہوئے تو معاف ہو جائیں گے (بخاری و مسلم)

✓ جس کے ساتھ اللہ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے، اسے دین کی سمجھ عنایت کر دیتا ہے۔

(بخاری و مسلم)

✓ جب تم دیکھو کہ اللہ کسی کو نافرمانی کے باوجود اس کی پسندیدہ چیزیں دے رہا ہے

تو سمجھ لو اللہ اسے ڈھیل دے رہا ہے۔ (مسند احمد)